نمبر ۱۰۷ | مورخہ ۹ مارچ ۱۹۳۳ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۷۔ مارچ بوقت ۴ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو کل ظہر کے وقت سے رات تک ماتھے کے درد کی سخت تکلیف رہی جس کی وجہ حضور نے یہ بیان فرمائی کہ نزلہ بہنے سے رُک گیا تھا۔ آخر چھینکیں لینے سے آرام آیا۔ آج خدا کے فضل سے طبیعت اچھی ہے :۔

۶۔ مارچ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشان متعلق پنڈت لیکھرام کو تازہ کرنے کے لئے لوکل انجمن کے زیر اہتمام ہائی سکول کی گراؤنڈ میں بعد نماز مغرب جلسہ منعقد کیا گیا۔ جناب میر قاسم علی صاحب نے اس نشان کے مختلف پہلوؤں کی تشریح کی۔ اس کے بعد مشاعرہ ہوا۔ جس میں مقامی شعراء نے نظمیں پڑھیں :۔

لوکل جماعت احمدیہ قادیان کا یوم التبلیغ

ہندوؤں سکھوں عیسائیوں اور اچھوتوں کو تبلیغ اسلام کی گئی

حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۵۔ مارچ ۱۹۳۳ء کو جو یوم التبلیغ منایا گیا۔ اس کے متعلق لوکل جماعت احمدیہ قادیان نے بطریق ذیل اپنا فرض ادا کیا :۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تقریر

لوکل کمیٹی کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے صبح آٹھ بجے تبلیغ کے لئے جانے والوں کو ہدایات دینا اور دعا کر کے رخصت کرنا منظور فرما لیا تھا۔ وقت مقررہ پر مسجد کھچا کھچ بھر گئی۔ سوا آٹھ بجے کے قریب حضور تشریف لائے۔ اور ایک نہایت لطیف تقریر میں احباب کو غیر مسلموں میں تبلیغ کرنے کے متعلق بیش قیمت ہدایات دیں۔ اور پھر دعا فرمائی۔

وفود کا انتظام اور کام

تبلیغی وفود کی ترتیب اور تعیین ایک روز پہلے ہی لوکل کمیٹی نے کر دی تھی۔ اور قادیان کے تمام چھوٹے بڑے اصحاب کے قریباً ساٹھ وفود بنا دیئے گئے تھے۔ ہر وفد کا ایک امیر مقرر تھا۔ ان وفود

میں شامل ہونے والوں کی مجموعی تعداد کا اندازہ آٹھ سو کے لگ بھگ ہے۔ سکولوں کا اپنا اپنا علیحدہ انتظام تھا ٭

یہ وفود قادیان کے گردونواح میں دس دس میل کے حلقہ میں پھیل گئے۔ اور تمام دن تبلیغ میں معروف رہے۔ زمینداروں کو ان کے کھیتوں اور کنوؤں پر جہاں وہ اپنے کام کاج میں مشغول تھے۔ پیغام حق پہونچایا گیا۔ بعض جگہ مجاہدین کے ساتھ تشدد۔ اور سخت کلامی بھی کی گئی۔ لیکن انہوں نے ان باتوں کو بالکل نظر انداز کر کے اپنے کام سے مطلب رکھا۔ اکثر جگہ ان کی باتوں کو نہایت دلچسپی سے سُنا گیا۔ اور انہیں فراخدلی کے ساتھ خوش آمدید کہا گیا ٭

قادیان میں تبلیغ

اس کے علاوہ قادیان کے ہندوؤں۔ سکھوں۔ عیسائیوں اور اچھوتوں کو ان کے گھروں اور دوکانوں پر جاکر دوستوں نے تبلیغ کی۔ ایک تبلیغی پوسٹر اور ۱۵۔ ۱۶ مختلف تبلیغی ٹریکٹ قادیان اور بیرونجات کے لکھے پڑھے لوگوں میں تقسیم کئے گئے۔ چھوٹے بچوں کا ایک جلوس نکالا گیا۔ جو کئی ٹولیوں پر مشتمل تھا۔ بچے تبلیغی اشعار وغیرہ پڑھتے ہوئے تمام گلی کوچوں میں گشت کرتے رہے

دعوتِ طعام

لوکل کمیٹی کی طرف سے قادیان کے دو صد کے قریب اچھوت مرد۔ عورتوں کو ہائی سکول کے ہال میں دوپہر کے وقت دعوتِ طعام دی گئی۔ اور کھانا کھلانے کے بعد حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی۔ میاں عبدالسلام صاحب عمر اور مولوی محمد سلیم صاحب نے تقریریں کیں۔ جنہیں دلچسپی کے ساتھ سُنا گیا۔ بعض عورتوں نے سوالات بھی کئے۔ جن کے جواب دیئے گئے۔ اچھوتوں پر بہت اثر ہوا۔ اور ان کے اندر ایک گونہ دلچسپی پیدا ہو گئی ٭

فروٹ پارٹی

شام کے وقت ہندو اور سکھ معززین قادیان کو قصرِ خلافت میں فروٹ پارٹی دی گئی۔ جس میں چالیس سے زائد اصحاب شریک ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس موقعہ پر تقریر فرمائی۔ جس میں ہر مذہب و ملت کے انسان کو دُعا کے ذریعہ سچے مذہب تک رسائی حاصل کرنے کا طریق بتایا ٭

عورتوں کی تبلیغ

قادیان کی مستورات نے بھی تبلیغ میں حصہ لیا۔ اور ہندو سکھ عورتوں کے علاوہ خاکروب عورتوں کے گھروں میں جاکر تبلیغ کی۔ اس کے علاوہ بعض مستورات نواحی دیہات میں بھی گئیں۔ اور وہاں جاکر غیر مسلم عورتوں کو اسلام کی خوبیاں سُنائیں

عام انتظامات

غرضکہ اس دن قادیان کے ہر احمدی نے پوری تن دہی سے تبلیغ میں حصہ لیا۔ اور دلی جوش کے ساتھ پیغام حق غیر مسلموں کو جن میں ہندو سکھ۔ عیسائی اور اچھوت سب شامل تھے سُنایا۔ سارا دن تمام احمدیوں کی دوکانیں۔ اور کاروبار بند رہا ٭

احمدیہ کور کا پہرہ

چونکہ قریباً سب احباب قادیان سے باہر تبلیغ کے لئے گئے ہوئے تھے۔ اور مکانات قریباً خالی تھے۔ اس لئے حفاظت کے لئے احمدیہ کور کے والنٹیرز نہایت مستعدی کے ساتھ دن بھر تمام گلی کوچوں میں پہرہ دیتے رہے ٭

مصباح کا خلافت نمبر

۱۴۔ مارچ۔ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک خاص دن ہے۔ اس روز اللہ تعالےٰ کے بہت سے نشانات ظاہر ہوئے۔ خلافت ثانیہ قائم ہوئی۔ انشاء اللہ ۱۴۔ مارچ کو مصباح کا خلافت نمبر نکلے گا۔ اس میں ایک مضمون تو نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہو گا۔ چونکہ مخاطب غیر مبائعین ہیں۔ اس لئے صرف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ہی کے حوالے ہونگے۔ اور ایک مضمون خلافت مسیح موعود علیہ السلام پر ہو گا۔ جس میں دکھایا جائے گا۔ کہ حضورؑ کے بعد بھی سلسلہ خلافت بموجب وعدہ الٰہی قائم ہے۔ اور خلافت ثانیہ کی حقانیت پر دلائل ہونگے۔ یہ مضمون خدا کے فضل سے جامع اور مدلل ہیں۔ ٹائیٹل پیج سبز ہو گا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ مصباح کا یہ نمبر احباب کرام نہ صرف خود مطالعہ فرمائینگے۔ بلکہ سب غیر مبائعین کے گھروں میں اس کا ایک ایک پرچہ پہونچا دیں گے۔ خواتین جماعت احمدیہ کی واقفیت بڑھانے۔ اور اس اختلاف فی مابین کے وجوہات اور اپنے حق پر ہونے کے دلائل سمجھانے کے لئے بھی یہ "مصباح" نہایت مفید اور کارآمد رہے گا۔ قیمت فی پرچہ ڈیڑھ آنہ ٭

جو صاحب زیادہ پرچے منگوانا چاہیں۔ یا ہمیں سے بھجوانا چاہیں۔ وہ ٹکٹ بھیجدیں۔ یا قیمت بذریعہ منی آرڈر یا معرفت محاسب صاحب۔ خاکسار مہتمم طبع و اشاعت قادیان

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں

۶ مارچ کو پنڈت لیکھرام کے متعلق نشان کی یادگار میں قادیان میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا نیز مجلس مشاعرہ منعقد ہوئی۔ جس میں یہ نظم پڑھی گئی ٭

۱

ہے غلامی مصطفےٰ کی باعثِ صد افتخار
اس کی ہستی سے ہے قائم آدمیت کا وقار
وہ جلالِ ذاتِ باری کا ہے مظہر دہر میں
اور محبوب الٰہی۔ بلکہ اس کا راز دار
اس کی خوشنودی ہے باعث رحمتِ پروردگار
اور خفگی میں ہیں پنہاں اسکی قہرِ حق کے تار
وہ خدا کا ہے۔ اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

۲

مہدیٔ دوراں مسیحائے زماں کے دم سے پھر
گلشنِ اسلام میں چلنے لگی بادِ بہار
وہ ہے دُنیا میں رسول اللہ کی شفقت کا ظہور
ہر ادا سے اسکی ظاہر ہے جمالِ کردگار
اس کے دل میں دُشمنوں کے واسطے بھی رحم تھا
اس لئے لیکھو کو وہ یہ کہہ رہا تھا بار بار
"جو خدا کا ہے۔ اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار"

۳

پھر بھی باز آیا نہ صد افسوس بدگوئی سے وہ
پے بہ پے کرتا رہا اس ذاتِ بابرکت پہ وار
بن گئی اس کی زبان اس کے لئے پیغامِ موت
دستِ غیبی نے دیا جب پیٹ میں خنجر اتار
دیدۂ عبرت اگر وا ہو تو سُن لو آج بھی
ذرہ ذرہ اس کے تن کا کر رہا ہے یہ پکار
"جو خدا کا ہے۔ اسے للکارنا اچھا نہیں"
"ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار"

"شاکر اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل"

اچھوتوں کی دعوت کے اہتمام اور دیگر انتظامات میں ملک فضل حسین صاحب۔ مرزا گل محمد صاحب۔ مرزا صالح علی صاحب۔ سید عبداللہ صاحب۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل نے بہت کام کیا۔ اسی طرح ہندوؤں کی دعوت کے متعلق جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب۔ ڈاکٹر بھائی محمود احمد صاحب۔ ڈاکٹر احسان علی صاحب صوفی محمد یعقوب صاحب۔ اور بعض دیگر احباب نے بھی تندہی سے کام کیا۔ اللہ تعالےٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے ٭

اعلان قابلِ توجہ احباب بیرونی ممالک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد جلسہ سالانہ متعلق چندہ کشمیر فنڈ شائع کیا جا چکا ہے۔ حضورؑ کے اس ارشاد کی تعمیل میں مندرجہ ذیل دوستوں کی خدمت میں چندہ کشمیر کے متعلق التماس ہے کہ وہ اپنے علاقے میں خاص کوشش فرمائیں۔ نیروبی ڈاکٹر ولایت شاہ صاحب زنجبار ڈاکٹر عبدالغنی صاحب۔ کڑک۔ جھورا بابو محمد جمیل صاحب۔ کمپالہ ڈاکٹر فضل دین صاحب۔ ممباسہ ڈاکٹر احمد الدین صاحب ٭ [illegible]

سے نیند اور اخلاق خراب ہوتے ہیں۔ انہوں نے امیر کو سمجھایا۔ کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ وہ چونکہ

بادشاہ کا مصاحب

تھا۔ اس لئے اس نے بادشاہ سے شکایت کر دی۔ بادشاہ نے اس بزرگ کو بلوایا۔ اور کہا۔ کیا بات ہے۔ انہوں نے واقعہ سنایا۔ اور کہا۔ کہ یہ رک جائیں۔ تو اچھا ہے۔ ورنہ ان کے لئے بہتر نہیں ہوگا۔ بادشاہ نے کہا۔ کس طرح اچھا نہیں ہوگا۔ کون اس کا کچھ بگاڑ سکتا ہے۔ بزرگ نے کہا۔ یوں تو میں کچھ نہیں کر سکتا۔ مگر ایک چیز ہے۔ جس سے میں مقابلہ کرونگا۔ اور وہ

راتوں کے تیر

ہیں۔ بادشاہ سلامت بے شک آپ کے پاس فوجیں ہیں۔ بندوقیں ہیں۔ مگر آپ کے پاس راتوں کے تیر نہیں۔ ان کی اس دلیری کا اتنا اثر ہوا۔ کہ بادشاہ نے اس امیر کو منع کر دیا۔ اور امیر نے معافی مانگی۔ تو راتوں کے تیر تمہیں ملے ہوئے ہیں۔ جاؤ اور ان سے دشمنوں کا مقابلہ کرو۔ قرآن تمہیں ملا ہوا ہے۔ جاؤ اور ان سے دشمنوں کا مقابلہ کرو۔ حدیثیں تمہیں ملی ہوئی ہیں۔ جاؤ اور ان سے دشمنوں کا مقابلہ کرو۔ یہی تمہاری تلواریں ہیں۔ یہی توپیں ہیں۔ اور یہی بندوقیں ہیں ؛

کونسا مسئلہ ہے۔ جسمیں ہم

دشمن کو شکست

نہیں دے سکتے۔ ہم ہر مسئلہ میں اسے نیچا دکھاتے ہیں مگر وہ دھوکا کرتا ہے۔ فریب کرتا ہے۔ ملمع سازی سے کام لیتا ہے۔ کوئی دنیا کا بڑے سے بڑا

پروفیسر یا سائنسدان

کسی مسئلہ میں ایک سچے احمدی کو شکست نہیں دے سکتا۔ اور آج تک ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہوا۔ جس میں دلائل کے رو سے کسی احمدی نے شکست کھائی ہو۔ مگر دشمن جھوٹ بولتا ہے۔ اور جھوٹ بول بول کر لوگوں کو ورغلاتا۔ اور انہیں جماعت کے خلاف اکساتا ہے۔

تم یاد رکھو

جھوٹ کے پاؤں نہیں

قرآن مجید میں آتا ہے۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ حق آگیا۔ اور باطل بھاگ گیا۔ اور اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔ باطل ہمیشہ بھاگا ہی کرتا ہے۔ پس بے شک جھوٹ سے کچھ عرصہ تک لوگوں کو ورغلالیں۔ مگر وہ جھوٹ نہیں جو بھاگے نہیں۔ اور وہ سچ نہیں۔ جو پھیلے نہیں۔ پس ان دنوں زیادہ جوش سے

تبلیغ پر کمر بستہ ہو جاؤ

پرسوں پھر تبلیغ کا دن ہے۔ اور یہ دن خصوصیت سے

ہندوؤں میں تبلیغ

کے لئے ہے۔ بیرونی جماعتیں تو زور شور سے تیاری کر رہی ہیں۔ مگر قادیان میں سستی معلوم ہوتی ہے۔ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ اس دن تبلیغ کرے۔ چاہے تقریر کے ذریعہ اور چاہے تحریر کے ذریعہ بہر حال تبلیغ کرنی ہے۔ اور جو باہر کی جماعتیں ہیں۔ مثلاً

لاہور اور گجرات

جہاں کہ آج کل بہت زیادہ مخالفت ہو رہی ہے۔ وہ میرے اس خطبہ کو یاد رکھیں۔ اور سمجھ لیں۔ کہ جب تک وہ

خدا کے منشاء کے مطابق

کام نہیں کریں گی۔ کامیاب نہیں ہوں گی۔ ہمارے دل میں بے شک ان کی محبت ہے۔ مگر ہماری محبت ان کے کام نہیں آسکتی۔ آج خدا چاہتا ہے۔ کہ ہر انسان کو خود مدد دے۔ پس

خدا کی محبت

دل میں پیدا کرو۔ تاکہ خود زمین و آسمان کا خدا تمہاری مدد کرے۔ آج سے تیرہ سو سال پہلے جب محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا میں آئے۔ اور خدا نے تلوار کے ذریعہ اسلام کی مدد کی۔ تو دشمن نے اعتراض کیا اور کہا کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا۔ تب

خدا کی غیرت

نے تقاضا کیا۔ کہ وہ ایک دوسرے زمانہ میں تلوار مسلمانوں سے لے لے اور پھر

ادیانِ باطلہ پر اسلام غالب

کر کے ثابت کرے۔ کہ اسلام دلائل کے رو سے غالب ہوا کرتا ہے۔ نہ کہ تلوار کے ذریعہ۔ پس تم جاؤ۔ اور دلائل کی تلوار سے مخالفین کو

اسلام کے قدموں میں

ڈال دو۔ اور یاد رکھو۔ کہ آج اگر کوئی شخص اسلام کے نام پر تلوار چلاتا ہے۔ تو وہ اسلام کا دشمن ہے۔ کیونکہ وہ اس

زبردست دلیل صداقت

کو باطل کرنا چاہتا ہے۔ جس کے متعلق خدا کا ارادہ ہے۔ کہ دنیا پر ظاہر کرے۔ تم اگر اس وقت ایک زبردست آدمی پر انگلی بھی رکھتے ہو۔ اور وہ گر جاتا ہے۔ تو وہ شور مچا سکتا ہے۔ اور کہہ سکتا ہے۔ کہ میں اس کی انگلی سے گرا۔ اس طرح وہ دلیل جو خدا دنیا میں قائم کرنی چاہتا ہے۔ کمزور ہو جاتی ہے ؛

پس جاؤ اور گالیاں کھاؤ۔ کہ اسی میں برکت ہے۔ مار کھاؤ۔ کہ اسی میں برکت ہے۔ اپنے ہاتھوں کو روکو۔ اور

غیرت کا برمحل استعمال

کرنا سیکھو۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ وہ اس نعمت کی قدر کرے۔ جو خدا نے اسے دی۔ اور ان ہتھیاروں سے مسلح ہو کر جو خدا نے نازل فرمائے۔ دنیا کے دلوں کو اسلام کے لئے مسخر کرے ؛

176

ذکر و فکر

دنیا کو دین بنانا

اے عزیز مسیح تبار۔ کیا تو نے عملی طور پر دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے یا ابھی صرف ارادہ ہی ارادہ ہے؟ جسقدر وقت تو روزانہ اپنے داڑھی اور مونچھ کی صفائی پر خرچ کرتا ہے۔ کیا اتنا وقت تو اپنی زبان اور منہ کی باطنی صفائی پر بھی خرچ کرتا ہے؟ کیا جتنے منٹ اور جتنا شوق تو اپنے ایک بوٹ کے چمکانے اور پالش کرنے پر روزانہ لگاتا ہے اتنا ہی روحانی چال کی درستی اور صفائی کے لئے بھی لگاتا ہے؟ کیا جتنا تیرا اہتمام اعلیٰ سوٹوں عمدہ صابنوں ٹوپیوں۔ جرابوں کالروں نکٹائیوں تیل عطر لونڈر کنگھیوں اور برش پر ہوتا ہے۔ اتنا ہی روح کی تزئین اور اس کے تزکیہ کے لئے بھی ہوتا ہے؟ تیری گھڑی کالج یا دفتر یا ملاقات کا ٹائم بتانے میں جسقدر کام آتی ہے۔ کبھی نماز کا وقت بتانے کے لئے بھی بار بار جیب سے نکلی ہے؟ یہ ورزش یہ ہوا خوری یہ غسل جو تو جسم کو فٹ رکھنے کے لئے کرتا ہے۔ کبھی ایسی کوشش باقاعدہ اپنے روحانی جسم کو فٹ رکھنے کے لئے بھی کی ہے؟ کیا جسقدر وقت ناولوں رسالوں وغیرہ کے پڑھنے پر تو لگاتا ہے۔ اس کا دسواں حصہ بھی قرآن اور حدیث اور کلام مسیح موعود پڑھنے کے لئے نکالتا ہے؟ کیا رخصتوں میں جب بار بار تو اپنے گھر جاتا۔ اور اپنے رشتہ داروں سے ملکر خوش ہوتا ہے۔ کبھی سال بھر میں کچھ دن خدا کے مسیح اور اس کے خلیفہ اور قادیان کی ملاقات کے لئے بھی شوق سے نکالے ہیں؟ اے عزیز تو کہیگا۔ کہ وقت قیمتی ہے۔ اور میرے مطالعہ اور دفتر کے کام سے کچھ بچ نہیں بچتا۔ جو میں ان کاموں کے لئے فرصت نکالوں۔ سو آ میں تجھے ایک ترکیب بتلا دوں۔ جس سے تو ان کاموں کے اندر سے ہی وہ ثواب حاصل کر لیا کرے۔ جو تجھے اب حاصل کرنا ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ جب تو اپنے فیشن ایبل بالوں کو کنگھی کیا کرے۔ تو دائیں طرف سے شروع کیا کر اور دل میں یہ نیت کیا کر کہ میں دائیں طرف سے اس لئے کنگھی شروع کرتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس طرف سے شروع فرمایا کرتے تھے۔ پھر آئینہ دیکھتے وقت یہ دعا کیا کر۔ کہ اللھم کما احسنت خلقی فاحسن خلقی اے اللہ جیسے تو نے مجھے ظاہر میں خوبصورت بنایا ہے۔ اسی طرح میرے اخلاق بھی درست

"زمیندار" کے متعلق جناب خواجہ حسن نظامی اور معاصر "حقیقت" کی تحریریں

اخبار "زمیندار" نے شرافت و انسانیت کو بالائے طاق رکھ کر جماعت احمدیہ کے خلاف بدزبانی اور بیہودہ گوئی کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اسے وہ لوگ بھی نہایت نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جنہیں جماعت احمدیہ سے تو کوئی تعلق نہیں۔ البتہ "زمیندار" کی "خدمات" کے مداح ہیں۔ جیسا کہ ذیل کے دو اقتباسات سے جو دو معزز روزانہ اخبارات سے لئے گئے ہیں ظاہر ہے ہم سمجھتے ہیں۔ "زمیندار" کے فتنہ انگیز رویہ کے خلاف تعلیم یافتہ اور سمجھدار مسلمانوں کی اکثریت اسی قسم کے خیالات رکھتی ہے۔ بلکہ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو "زمیندار" اور مولوی ظفر علی صاحب کے طریق عمل کو انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن "زمیندار" کو اپنے متعلق بدزبانی کرنے کا موقعہ نہ دیتے ہوئے وہ اخباری دنیا میں آنا پسند نہیں کرتے۔ ہم جناب خواجہ حسن نظامی صاحب اور معزز ہمعصر "حقیقت" لکھنؤ کے ممنون ہیں۔ کہ انہوں نے "زمیندار" کی بدزبانی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حق بات کہدی۔ اور ہمدردانہ رنگ میں کہدی۔ جس پر "زمیندار" انہیں ہدف ملامت بنا رہا۔ اور نہایت شرمناک تحریریں شائع کر رہا ہے۔

خواجہ حسن نظامی صاحب کا پیغام مولوی ظفر علی صاحب کے نام

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب نے مولوی ظفر علی صاحب کے نام ذیل کا مطبوعہ پیغام روزانہ اخبار "عادل" ۱۷ فروری کے ذریعہ بھیجا۔

محترمی۔ آپ کی قومی خدمات کی میری نظر میں اور ساری قوم کی نگاہ میں بے انتہا قدر ہے لیکن اس کے ساتھ ہی مسلمان قوم کو آپ سے یہ شکوہ ہے۔ کہ آپ ایسے نازک وقت میں جب مسلمانوں کو متحد کرنے کی ضرورت ہے ایک غلط قدم اٹھا رہے ہیں۔ آپ نے قادیانی اور غیر قادیانی کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے وہ ہرگز موجودہ حالات میں موزوں نہیں ہے۔ آپ کی ہمسایہ قوم تو اچھوتوں کو اپنے اندر ملانے کی کوشش میں مصروف ہے اور آپ کی حالت یہ ہے کہ آپ ان قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں کے دلوں میں نفرت کے جذبات پیدا کر رہے ہیں۔ جنہوں نے بلاشبہ مشرق و مغرب میں اسلام کی بہت ہی بڑی خدمت کی ہے۔ میرے نزدیک اور مسلمانوں کے نزدیک یہ وقت شیعہ۔ سنی۔ حنفی۔ قادیانی کے سوال اٹھانے کا نہیں۔ اس وقت تو سب کو متحد ہو جانے کی ضرورت ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری گذارشات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے۔

(آپ کا مخلص ایڈیٹر عادل)

معزز معاصر "حقیقت" کی تحریر

۲۶ فروری کے پرچہ میں اخبار مذکور نے لکھا ہے:۔

مولانا ظفر علی خان اور ان کے محترم جریدہ "زمیندار" کی ہمارے دل میں بے حد قدر و عزت ہے۔ گذشتہ بیس بائیس سال سے معاصر محترم نے ملک و قوم کی خدمت میں جو بیہمہ و شدید مصائب جھیلے ہیں اور اسلام اور وطن کے لئے جس قدر قربانیاں کی ہیں۔ اس کی مثال اسلامی دنیا میں کہیں بھی مشکل ہی سے ملے گی۔ اس بنا پر ہر مسلمان کو زمیندار سے دلی محبت و ہمدردی ہے اور ہر شخص کی دلی آرزو یہی ہے اور ہونا چاہیئے۔ کہ معاصر موصوف کو اس کے مسلسل مصائب سے نجات ملے۔ اور وہ ایسی ترقی اور ہر دلعزیزی حاصل کرے جس کا وہ اپنی شاندار قربانیوں کی وجہ سے مستحق ہے۔ اسی بنا پر اگر زمیندار کی کوئی روش ایسی اس کی کوئی ادا۔ اس کی ترقی و ہر دلعزیزی میں مزاحم نظر آتی ہے تو اس سے اس کے ہمدردوں کو یقیناً تکلیف پہنچتی ہے مثلاً کچھ عرصہ سے زمیندار کے صفحات مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور جماعت احمدیہ قادیان کی ہجو و تذلیل کے لئے وقف ہیں۔ اگر قادیانی عقائد کی تردید کی جائے تو کسی کو بھی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ لیکن جس انداز اور جن الفاظ میں معاصر موصوف قادیانی جماعت کے خلاف لکھتا رہتا ہے۔ اس کو بہت سے غیر احمدی بھی پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے بحیثیت ایک غیر احمدی کے ہم نہیں چاہتے کہ جس طرح زمیندار قادیانی عقائد کا مضحکہ اڑاتا ہے یا مرزا غلام احمد قادیانی مرحوم کے مرنے کے بعد بھی ان کی تذلیل کرتا ہے۔ اس کے جواب میں احمدی اخبارات بھی ہمارے عقائد پر ایسے ہی دلآزار حملے کریں اور ہمارے بزرگان کا بھی اسی طرح مضحکہ اڑائیں علاوہ ازیں ہم کو یہ خیال کر کے بھی بے حد تکلیف ہوتی ہے کہ مولانا ظفر علی خان اور معاصر زمیندار نے خود کو ایک جماعت کی بددعاؤں کا ہدف بنا رکھا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ زمیندار کے پیہم مصائب اور وہ صدمات جو مولانا ظفر علی خان اٹھاتے رہے ہیں۔ نیز ابھی ایک ہی ماہ کے اندر مولانا کو اپنی نواسی اور نواسہ کی غمناک موت کا صدمہ اٹھانا پڑا ہے، وہ یقیناً جماعت احمدیہ ہی کی بددعاؤں کا نتیجہ ہیں۔ تاہم یہ واقعات دل میں کھٹکنے والے ضرور ہیں۔ اس لئے ہم مولانا موصوف اور زمیندار کے کارکنان سے دوستانہ و مخلصانہ استدعا کرتے ہیں کہ وہ قادیانی عقائد کی تردید و تکذیب میں جو کچھ اور جس قدر چاہیں لکھیں مگر کسی فرد یا کسی جماعت کی تذلیل و دلآزاری ایسے ناپسندیدہ طریقہ سے نہ کریں۔ جس طرح وہ بانی جماعت احمدیہ اور ان کے خاندان کی کرتے رہتے ہیں

لاہور میں قومی مجالس کا ہفتہ اور ماہرین تعلیم کا اجتماع

اس دفعہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڈھ کا اجلاس کرسمس کے ایام میں لاہور میں منعقد ہونیوالا تھا۔ جس کا عام اعلان ہو چکا تھا۔ اور دعوتی خطوط تک جاری ہو گئے تھے لیکن لاہور میں چیچک کی وبا پھیل جانے کی وجہ سے یہ اجلاس ملتوی ہو گیا۔

اب یہ اجلاس انشاء اللہ ۱۵، ۱۶ اور ۱۷ اپریل کو لاہور میں منعقد ہوگا اور یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ اسی ہفتہ میں ۱۳ اور ۱۴ اپریل کو انجمن حمایت اسلام کا سالانہ اجلاس بھی ہوگا جس میں ہر سال پنجاب کے مشاہیر اور بہی خواہان تعلیم کا اجتماع ہوتا ہے۔ نیز مسلم لیگ کو انہی ایام کے لئے لاہور دعوت دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اسی زمانہ میں آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس کا بھی جو ٹیچرس ایسوسی ایشن کی کانفرنس ہے اجلاس ہوگا۔ یہ بھی خالص تعلیمی جلسہ ہے۔ اس جلسہ کا سلسلہ ۱۴ تا ۱۷ اپریل جاری رہیگا۔ غرض حسن اتفاق سے قریباً ایک ہفتہ مسلسل تعلیمی جلسے ہونگے۔ تعلیم کی ضرورت و اہمیت کے متعلق کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے اس لئے یہ عرض کرنا ہے موقعہ نہ ہوگا کہ ان جلسوں میں مسلمانوں کو ایک زندہ قوم کی طرح شریک ہونا چاہیئے۔ ہر صوبہ کے تعلیم یافتہ مسلمان خصوصاً جو اصحاب تعلیمی مسائل سے دلچسپی رکھتے ہیں ان سے درخواست ہے کہ اس موقعہ پر تشریف لا کر ہماری ہمت افزائی فرمائیں۔ نیز یہ بھی درخواست ہے کہ جو صاحب مسلمانوں کے تعلیمی مسائل و مطالبات کے متعلق کوئی ریزولیوشن پیش کرنا چاہتے ہوں وہ اس کو مرتب کر کے کانفرنس کے آنریری سکرٹری کے نام صدر دفتر کانفرنس سلطان جہان منزل علیگڈھ کے پتہ سے بھیجدیں۔ چونکہ آل انڈیا مسلم کانفرنس میں مختلف صوبوں کے مسلمان شریک ہوتے ہیں اس لئے ہر صوبہ کے مسلمان اپنے صوبہ کی تعلیمی ضروریات و مشکلات کے مطابق ریزولیوشن مرتب کر کے بھیج سکتے ہیں۔ کانفرنس کے اجلاس میں شرکت کے دو طریقے ہیں ایک ممبر کی حیثیت سے دوسرا وزیٹر کے طور پر۔ ممبری کا چندہ عہ اور وزیٹری کا ۱ہ ہے۔ ممبروں کو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

177

انبیاء کی جماعتیں تلواروں کے سایہ تلے پلتی ہیں

تبلیغ احمدیت میں صبر و استقلال سے مشغول رہنے کی ضرورت

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳ / مارچ ۱۹۳۳ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعتیں ہمیشہ

تلواروں کے سایہ تلے

پلا کرتی ہیں۔ اور جو شخص اس قانونِ قدرت سے بچنا چاہتا ہے، درحقیقت وہ اپنی

کمزوریٔ ایمان کی شہادت

دیتا ہے۔ ہمارے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ابتلاء اور ٹھوکریں اور رنگ کی رکھی ہیں۔ پہلے زمانہ میں اس قسم کے ابتلاء اور ٹھوکریں نہیں تھیں۔ اس وقت زیادہ تر تلوار تھی۔ مخالف تلوار اٹھاتا۔ اور کسی کی گردن اڑا دیتا۔ یا پکڑتا۔ اور پھانسی پر لٹکا دیتا۔ اب بظاہر یہ نظر آتا ہے۔ کہ اس قسم کی تلوار باقی نہیں رہی۔ کیونکہ

انگریزی حکومت میں

تلوار اور گولی سے کسی کو مذہبی مخالفت کی وجہ سے قتل نہیں کیا جاتا۔ مگر جب کسی قوم کے اخلاق بگڑتے ہیں۔ اور اس سے تلوار چھینی جاتی ہے۔ تو اس تلوار کی بجائے۔ اس کی زبان کی تلوار چلنی شروع ہو جاتی ہے تلوار بعض اوقات نیک آدمی کے ہاتھ سے بھی لے لی جاتی ہے۔ اور بعض اوقات بد آدمی کے ہاتھ سے بھی۔ مگر فرق یہ ہوتا ہے۔ کہ جب تلوار ایک نیک آدمی کے ہاتھ سے لی جائے۔ تو اس کے اخلاق میں کسی قسم کی بری تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ اور تلوار چھین جانے کے باوجود وہ پھر بھی بہادر ہوتا ہے۔ پھر بھی

رحم دل اور حوصلہ مند

ہوتا ہے۔ اور پھر بھی دشمنوں سے درگزر کرنے والا ہوتا ہے لیکن جب برے آدمی سے تلوار لے لی جائے۔ تو وہ گالی گلوچ اور طعن و تشنیع پر اتر آتا ہے۔ تم تجربہ کر کے دیکھ لو

گندے اخلاق کے آدمی

کو ذرا دق کرو۔ وہ فوراً گالیاں دینا شروع کر دیگا۔ لیکن اگر وہ تلوار چلانے والا ہوگا۔ تو گالیاں نہیں دیگا۔ بلکہ لڑنے لگ جائے گا۔ اسی لئے جو قومیں قتل کرتی ہیں۔ ان میں گالیاں دینے کی عادت کم ہوتی ہے۔ اور جو قتل نہیں کرتیں۔ ان میں گالیاں زیادہ ہوتی ہیں۔ پس درحقیقت

گالی قتل کے قائم مقام

ہوتی ہے۔ اور اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ بعض دفعہ گالی کا زخم تلوار کے زخم سے بہت سخت ہوتا ہے ؎

مجھے یاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے۔ کہ کوئی ریچھ تھا۔ اس کا ایک آدمی سے دوستانہ تھا۔ اس کی بیوی ہمیشہ اسے طعن کیا کرتی۔ کہ تو بھی کوئی آدمی ہے۔ تیرا ریچھ سے دوستانہ ہے۔ ایک دن اس کی

دلآزار گفتگو

اس قدر بڑھ گئی۔ اور اس بلند آواز سے اس نے کہنا شروع کیا کہ ریچھ نے بھی سن لیا۔ ریچھ نے تب ایک تلوار لی۔ اور اپنے دوست سے کہا۔ یہ تلوار میرے سر پر مار (اس گفتگو کے متعلق حیرت نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ صرف ایک کہانی ہے یہ بتانے کے لئے کہ کوئی آدمی ریچھ کی شکل ہوتا ہے۔ اور کوئی انسان کی صورت کا) اس شخص نے بہتیرا انکار کیا۔ مگر ریچھ نے کہا۔ کہ ضرور میرے سر پر مار۔ آخر اس نے تلوار اٹھائی۔ اور ریچھ کے سر پر ماری۔ وہ لہو لہان ہو گیا۔ اور جنگل کی طرف چلا گیا۔ ایک سال کے بعد پھر اپنے دوست کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ میرا سر دیکھ کہیں اس زخم کا نشان ہے۔ اس نے دیکھا۔ تو کہیں زخم کا کوئی نشان دکھائی نہ دیا۔ تب ریچھ نے کہا۔ بعض جنگل میں بوٹیاں ہوتی ہیں۔ میں نے علاج کیا۔ اور زخم اچھا ہو گیا۔ لیکن تیری بیوی کے

قول کا زخم

آج تک ہرا ہے۔ تو بعض اوقات تلوار کے زخم سے زبان کا زخم بہت زیادہ شدید ہوتا ہے۔ اور یہ تلوار ایسا زخم لگاتی ہے۔ جو کبھی بھولنے میں نہیں آتا۔

پس گو

لوہے کی تلوار

چھین لی گئی۔ لیکن چونکہ اخلاق درست نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے ایسی تلوار تلاش کی۔ جو پر امن حکومت میں رہتے ہوئے مخالف پر چلا سکیں۔ اور چونکہ لوہے کی تلوار ان سے لے لی گئی تھی۔ اس لئے انہوں نے زبان کی تلوار چلانی شروع کر دی۔ اور اس کے چلانے میں ایسا ملکہ حاصل کیا ہے۔ کہ اس بارے میں وہ فرعون اور ابوجہل سے بھی بڑھ گئے ہیں قرآن مجید میں

دشمنانِ اسلام کے اعتراضات

درج ہیں۔ اور احادیث میں وہ گالیاں بھی درج ہیں۔ جو مخالف دیا کرتے تھے۔ مگر وہ ساری گالیاں ملا کر کسی ایک

دشمنِ احمدیت

کی گالیوں کے پاسنگ بھی نہیں۔ جس وقت اس کی زبان کھلتی ہے یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک تیز رو گھوڑا ہے۔ جو ایک چابک کی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ مگر سوار اسے ہنٹر پر ہنٹر مارتا چلا جاتا ہے۔ ان گالیوں کے ساتھ طعن بھی ہوتا ہے۔ جھوٹ بھی ہوتا ہے۔ فریب بھی ہوتا ہے۔ اشارے بھی ہوتے ہیں بغض بھی ہوتا ہے۔ کینہ بھی ہوتا ہے۔ حسد بھی ہوتا ہے۔ غرض

دنیا کی تمام شرارتیں

ان میں ملا دی جاتی ہیں۔ اور گو بظاہر معلوم ہوتا ہے، کہ وہ الفاظ ہیں۔ مگر وہ

بغض اور کینہ کے پتھر

ہوتے ہیں۔ جو اپنے مقابل کو پیس دینا چاہتے ہیں۔ قدرتی طور پر یہ گالیاں بعض لحاظ سے بہت تلخ ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ جب ایک شخص کسی کے آقا پر

تلوار کا وار

کر رہا ہو۔ تو قربانی کرنے والا اپنا سینہ آگے کر دیتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ آؤ تم مجھے مار لو۔ وہ خود زخم برداشت کرتا ہے مگر اپنے آقا کو تلوار نہیں لگنے دیتا۔ لیکن یہ گالی کی تلوار وہ ہے۔ جسے کوئی شخص خواہ کس قدر جاں نثار کیوں نہ ہو۔ روک نہیں سکتا۔ یہ اسی پر پڑتی ہے۔ جس پر چلائی جاتی ہے۔ جب ابوجہل عتبہ اور شیبہ نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تلواریں اٹھائیں۔ تو

طلحہ رضؓ اور زبیر رضؓ

آگے آ گئے۔ اور انہوں نے اپنے سینوں اور ہاتھوں پر ان تلواروں کو لے لیا۔ علیؓ اور حمزہؓ آگے آ گئے۔ اور انہوں نے اپنے سینوں اور ہاتھوں پر ان تلواروں کو لے لیا۔ اسی طرح انصار میں سے لوگ نکلے۔ اور انہوں نے تلواروں کو اپنے سینوں اور ہاتھوں پر لیا۔ لیکن میں جانتا ہوں۔ کہ اس زمانہ کی تلوار یا یعنے

گالیوں کی بوچھاڑ

وہ چیز ہیں۔ جنہیں کوئی مخلص اپنے نفس پر نہیں لے سکتا۔ وہ حیران ہوتے ہیں۔ کہ ان گالیوں کی تلوار کو کس طرح اپنے سینوں پر لیں۔ کیونکہ گالی ایسی چیز ہے۔ جسے کوئی دوسرا شخص نہیں لے سکتا۔ اخلاص رکھنے والے گولیاں اپنے سینوں میں کھا سکتے ہیں۔ بندوقوں اور توپوں کے راستہ میں حائل ہو سکتے ہیں۔ مگر گالی کو نہیں روک سکتے۔ پس اس لئے ان کی وجہ سے جوش تلوار چلانے سے بہت زیادہ ہوتا ہے ؛

پچھلے سے پچھلے سال جب میں سیالکوٹ گیا۔ اور

کشمیر کی تحریک

کے متعلق میرا لیکچر ہوا۔ تو دشمنوں کی طرف سے مجھ پر پتھر برسائے گئے۔ اس وقت

جماعت کے مخلصین

نے میرے چاروں طرف گھیرا ڈال لیا۔ اور گو اچٹ کر تین چار پتھر مجھے بھی آ لگے۔ مگر وہ نہایت معمولی تھے۔ زیادہ زخم گھیرا ڈالنے والوں کو آئے۔ اور پچیس کے قریب احمدی شدید زخمی ہوئے۔ لیکن باوجود اس کے انہیں غصہ نہ رہا تھا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ ہم جسکو بچانا چاہتے تھے۔ اسے بچا لیا۔ لیکن جب کوئی گالی دیتا ہے۔ اور اس حملہ کو انسان اپنے اوپر نہیں لے سکتا۔ تو اس کا جوش بڑھتا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ دیکھتا ہے۔ کہ جسے میں بچانا چاہتا ہوں۔ اسے نہیں بچا سکتا۔ غرض گالی

وہ تیر ہے۔ جو تمام جاں نثاروں کے سروں پر سے گزر کر وہاں پہنچ جاتا ہے۔ جس کی طرف پھینکا جاتا ہے۔ پس ہمیں کوئی شبہ نہیں۔ کہ گالیوں کا زخم بہت گہرا ہوتا ہے۔ اور اس لحاظ سے ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ

ہمارے زمانہ کے ابتلاء

پہلے سے کم ہیں۔ ہمارے زمانہ میں بھی ویسے ہی ابتلاء ہیں فرق صرف یہ ہے۔ کہ ان کی نوعیت اور شکل بدل گئی ہے۔ مگر یہ ابتلاء بھی مخلصوں کے لئے ہیں۔ منافقوں کے لئے نہیں۔ ایک منافق آدمی جو خود بھی دشمنوں کے ساتھ مل کر حملہ کراتا ہو۔ اس کے سامنے اگر تلوار کا حملہ ہو۔ تو اسے کیا تکلیف ہو سکتی ہے۔

عبداللہ بن ابی بن سلول

جو یہ کہا کرتا تھا۔ کہ لیخرجن الاعز منھا الاذل سب سے زیادہ معزز یعنے وہ سب سے زیادہ ذلیل یعنے نعوذ باللہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ سے نکال دیگا۔ گویا وہ بدبخت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ ذلیل سمجھتا۔ اور کہا کرتا۔ کہ جب چاہوں گا انہیں مدینہ سے نکال دوں گا۔ ایسے آدمی کے سامنے اگر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتا۔ تو اسے کیا تکلیف ہو سکتی تھی وہ تو خوش ہی ہوتا

پس مخلص ہی ہے۔ جسے تکلیف ہوتی ہے۔ اور مخلص ہی ہے۔ جس کے لئے

گالی اور تلوار برابر ہیں

بلکہ گالی میں زیادہ تکلیف ہے۔ کیونکہ دشمن تلوار مارے۔ تو یہ بیچ میں حائل ہو سکتا ہے۔ لیکن گالی کو کسی طرح روک نہیں سکتا۔ اور اگر اس کو جا کر کہے۔ جو گالیاں دیتا ہے۔ کہ تو گالی نہ دے۔ تو ممکن نہیں۔ کہ وہ گالی دینا چھوڑ دے۔ وہ تو کہیگا۔ کہ میں اور زیادہ گالیاں دوں۔ کیونکہ میری گالیاں انہیں تکلیف دیتی ہیں۔ پس وہ

ایک پتھر سے دو حملے

کرتا ہے۔ اس پر بھی جو ایک قوم کا مطاع ہے۔ اور اس پر بھی جو اس کے ساتھ وابستہ ہے۔ غرض گالیاں اپنی ذات میں کوئی کم تکلیف دہ حملہ نہیں۔ لیکن بہر حال جس طرح صحابہؓ نے

صبر و استقلال

کے ساتھ تمام تکالیف کو برداشت کیا۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم بھی صبر سے اس ابتلاء کو برداشت کریں۔ میں قطعاً یہ نہیں کہہ سکتا۔ اور نہیں کہتا۔ کہ ہمیں بے غیرت ہو جانا چاہیئے۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ کہ مومن کی غیرت سے زیادہ کسی اور کی غیرت نہیں ہوتی۔

سب سے زیادہ غیور

مومن ہوتا ہے۔ گو سب سے زیادہ عفو کرنے والا بھی مومن ہوتا ہے۔ پس میں یہ نہیں کہتا۔ کہ تم بے غیرت ہو جاؤ۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ تم اپنی غیرت کو صحیح طور پر استعمال کرو۔ اگر کوئی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برا بھلا کہتا ہے۔ تو ہماری غیرت یہ بھی کہہ سکتی ہے۔ کہ آؤ۔ اس شخص کو قتل کر دیں۔ ہماری غیرت یہ بھی کہہ سکتی ہے۔ کہ جس طرح یہ گالیاں دیتا ہے۔ اسی طرح ہم بھی اسے گالیاں دیں مگر یہ بدلہ کوئی

صحیح بدلہ

نہیں ہو گا۔ قتل اور گالی یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں۔ جن سے اسلام نے منع کیا ہے۔ اور اگر کوئی شخص قتل کرتا۔ یا بالمقابل گالیاں دینا شروع کر دیتا ہے۔ تو وہ بھی اسی صف میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ جس میں دشمن کھڑا ہے۔ آخر

دشمن کیوں برا ہے ؟

کیا اسی لئے نہیں۔ کہ وہ

نبیوں کی تعلیم کا انکار

کرنے والا ہے۔

پس اگر تم بھی نبیوں کی کسی تعلیم کا انکار کرتے ہو تو تم بھی برے سمجھے جاؤ گے۔ اور بجائے دشمن کو نقصان پہنچانے کے اپنا نقصان کر بیٹھو گے۔ آخر اس کمبخت نے تو مرنا تھا ہی۔ آج نہیں تو کل مر جائے گا۔ تم اگر اسے قتل کرتے ہو۔ تو یہ تمہاری کوئی کامیابی نہیں۔ یا گالیاں دیتے ہو تو یہ تمہارے لئے کوئی عزت کی بات نہیں۔ بلکہ تم اپنا ہی نقصان کرتے ہو ؛

پس یہ طریق بدلا لینے کا نہیں

بدلا لینے کا طریق

یہ ہے کہ ہم دشمن کے وہاں چوٹ لگائیں۔ جو ہمارے لئے

عزت کا موجب

ہو۔ اور اس کے لئے فائدہ کا باعث۔ دیکھو قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ تم ہمیں برا تو کہتے ہو۔ لیکن اولم یروا انا ناتی الارض ننقصھا من اطرافھا کچھ پتہ بھی ہے۔ تمہارے بیٹے اور بیٹیاں۔ بھانجے اور بھانجیاں۔ عزیز اور رشتہ دار سب کو ایک ایک کر کے

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں

لا رہے ہیں ؛

اسلام کے زمانہ میں ہمیں یہ نظارے نظر آتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۹ مارچ ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

مولوی ظفر علی وغیرہ کی جماعت احمدیہ کیخلاف امن شکن اور اشتعال انگیز حرکات

بعض احمدیوں سے بلاوجہ ضمانت طلبی

مولوی ظفر علی کی فتنہ انگیزی کی وجہ

یہ پہلی بار نہیں۔ بلکہ کئی دفعہ ایسا ہو چکا ہے۔ کہ جب اخبار "زمیندار" اور مولوی ظفر علی صاحب کے لئے ہنگامہ خیزی کے ذریعہ جلب زر کے دوسرے رستے مسدود ہوگئے۔ تو ان کی شرارت پسند اور فتنہ خیز طبیعت نے سلسلہ احمدیہ کے خلاف فتنہ آرائی شروع کر دی۔ بدزبانی اور بیہودہ گوئی کے تیر برسانے لگ گئے۔ اور عوام کو جھوٹ، افترا، دھوکہ اور فریب سے جماعت احمدیہ کے خلاف مشتعل کر کے بدامنی اور فتنہ و فساد پھیلانے میں مصروف ہو گئے۔ کچھ عرصہ سے چونکہ ان پر یہ واضح ہو گیا ہے۔ کہ حکومت کے خلاف شورش انگیزی بہت مہنگا سودا ہے اور حکومت ان کے مونہہ میں خاردار لگام دے کر ناطقہ بند کر دینے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ اور حال ہی میں وہ اس کا مزہ چکھ بھی چکے ہیں۔ اس لئے ادھر سے اپنا رُخ پھیر کر انہوں نے جماعت احمدیہ کو اپنی شرارتوں کا ہدف بنا لیا۔ اور شرافت و انسانیت کو بالائے طاق رکھ کر جماعت احمدیہ کی دل آزاری کرنے اور عوام الناس کو بھڑکا کر فتنہ و فساد برپا کرنے میں اپنا سارا زور صرف کر دیا ہے۔

"زمیندار" کی شرارتیں

اس وقت تک "زمیندار" کے صفحات میں بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ارکان جماعت احمدیہ اور خواتین جماعت احمدیہ کے خلاف ایسے ایسے دل آزار، رنج دہ اور شرمناک، جھوٹے اور بے بنیاد اتہامات لگائے جا رہے ہیں۔ کہ جنہیں کوئی شریف انسان سُن بھی نہیں سکتا۔

احمدی جماعتوں کی طرف سے صدائے احتجاج

اس پر مختلف مقامات کی احمدی جماعتوں نے حکومت کو کئی بار توجہ دلائی۔ اور مطالبہ کیا۔ کہ "زمیندار" کی امن شکن اور فتنہ انگیز حرکات کا سدباب کیا جائے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ حکومت نے باوجود "زمیندار" اور مولوی ظفر علی صاحب کی ساری زندگی کو فتنہ و فساد کے جراثیم سے ملوث پاتے ہوئے کوئی توجہ نہ کی۔ اور دیدہ دانستہ ان کی شرارتوں کو بڑھنے دیا۔

نوجوانوں کے ذریعہ امن شکنی کی کوشش

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی ظفر علی صاحب نے اخبار کے صفحات کے علاوہ زبانی تقریروں کے ذریعہ بھی بانئے جماعت احمدیہ اور جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال انگیزی شروع کر دی گئی۔ اور اسلامیہ کالج کے طلباء کو خصوصیت کے ساتھ پیش نظر رکھتے ہوئے امن کو برباد کرنے کی کوشش کی۔ حکومت اس بات سے ناواقف نہیں۔ کہ فتنہ پرداز اور امن شکن لوگ نوجوان طلباء کو جن میں دُور اندیشی اور عاقبت بینی کا بہت کم مادہ ہوتا ہے۔ کتنی آسانی کے ساتھ ورغلانے اور اپنے تباہ کن منصوبوں کے لئے آلۂ کار بنانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ سیاسی تحریکات کے سلسلہ میں حکومت کے لئے مشکلات پیدا کرنے۔ اور ملک کے امن کو بدامنی میں تبدیل کر دینے میں سب سے زیادہ دخل انہی نوجوانوں کا ہے۔ جنہیں شورش پسند اپنے قابو میں لانے میں کامیاب ہو گئے۔

حفظ امن کے لئے ضمانت کا مطالبہ

چونکہ مولوی ظفر علی۔ اور ان کے ساتھیوں نے طلباء کے عاقبت نااندیش طبقہ کو امن شکن کارروائیوں کے لئے مخاطب کرنا شروع کر دیا۔ اور لاہور کی فضاء میں زہریلے جراثیم پھیلانے لگ گئے اس لئے قیام امن کے ذمہ وار حکام کی توجہ ادھر مبذول ہوئی۔ اور ۲۰۔ فروری کو مولوی ظفر علی صاحب اور چند دیگر اشخاص کے نام ایک مجسٹریٹ درجہ اول نے زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری حفظ امن کے لئے مچلکہ اور ضمانت لینے کے سمن جاری کئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ کے چند اصحاب سید دلاور شاہ صاحب۔ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل۔ میاں عبدالعزیز صاحب اور حکیم سراج الدین صاحب کے نام اسی قسم کے سمن جاری کر دیئے۔ حالانکہ اس سارے عرصہ میں جب سے "زمیندار" مولوی ظفر علی صاحب اور بعض دوسرے لوگوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف انتہا درجہ کی بدزبانی اور اشتعال انگیزی شروع کر رکھی ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور نہایت مظلومیت اور ستم رسیدگی کی حالت میں چلی آ رہی ہے۔

مولوی ظفر علی وغیرہ کی اشتعال انگیزیاں

مولوی ظفر علی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے پبلک جلسوں میں جماعت احمدیہ کے نہایت مقدس راہنماؤں کے خلاف نہایت دل آزار اور تکلیف دہ بکواس کی اور بار بار کی۔ احمدیوں کی پردہ نشین خواتین پر حملے کئے۔ اور نہایت ناپاک حملے کئے احمدیوں کے مکانوں کے پاس آوارہ اور بدقماش لوگوں کے ذریعہ اشتعال انگیز اعلانات کرائے اور متواتر کرائے۔ راہ چلتے احمدیوں کو ستایا اور تنگ کیا گیا۔ اسلامیہ کالج کے طلباء کے ذریعہ احمدی طالب علموں کو بے حد تکلیف دی گئی۔ غرض لاہور کے احمدیوں کے لئے جینا محال کر دیا گیا۔ ان کے لئے گھروں سے نکلنا مشکل بنا دیا گیا۔ ان کو بائیکاٹ کرنے کے اعلان کئے گئے۔ اور انہیں ضروریات زندگی مہیا کرنے سے روک دینے کی کوششیں کی گئیں۔ اس طرح جب حالات نے نہایت ہی نازک صورت اختیار کر لی۔ اور حکام کو قیام امن کی طرف توجہ ہوئی۔ تو بلاوجہ اور بلاسبب کئی ایک احمدی حضرات کو بھی پھانس لیا گیا۔ اور ان سے بھی ضمانت اور مچلکہ طلب کر لیا گیا ہم نہیں سمجھتے۔ عدل اور انصاف کے کونسے تقاضا کے ماتحت ایسا کیا گیا۔ اور قیام امن کے کس اصل کے ماتحت مظلوم احمدیوں کے متعلق اس قسم کی کارروائی کی گئی۔

حکام کا فرض

اس وقت جبکہ مولوی ظفر علی وغیرہ نے اشتعال انگیزی کے ذریعہ لاہور میں احمدیوں کے خلاف نہایت خطرناک فضا پیدا کر دی ہے۔ اور احمدی ہر طرح پُرامن اور قانون کے پابند ہیں۔ ذمہ وار حکام کا فرض تو یہ تھا۔ کہ مظلوموں کو ظالموں کے فتنہ و فساد سے بچانے کا انتظام کرتے۔ ان کے مذہبی۔ اور شہری حقوق کی حفاظت کرتے۔ اور وہ لوگ جو شرارت کے بانی مبانی ہیں۔ اور جو فساد کی آگ بھڑکا رہے ہیں۔ ان کا انتظام کرتے۔ نہ کہ ظالم و مظلوم دونوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے۔ لیکن نہایت ہی رنج و افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ایک عرصہ کی سہل انگاری کے بعد اور فتنہ پردازوں کو اپنی شرارتوں میں بڑھنے کا پورا موقع دینے کے بعد جب قیام امن کے لئے قانون کو حرکت میں لانے کی ضرورت سمجھی گئی۔ تو ظالم کے ساتھ

مظلوم کو بھی دھر لیا گیا اور بلاوجہ دھر لیا گیا ؛

"زمیندار" کی غلط بیانی

باوجود اس شدید بے انصافی کے جو جماعت احمدیہ کے ساتھ اس کے مظلوم اور ستم رسیدہ ہونے کی حالت میں روا رکھی گئی۔ "زمیندار" (۲۹ فروری) یہ لکھ رہا ہے۔ کہ

"حکومت کے ادارے عامۃ المسلمین کی گردنیں قادیان کے معبود باطل کے سامنے جھکوانے کے لئے حرکت میں آگئے" ان سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا جاتا۔ ان سے نیک چلنی کی ضمانتیں نہیں مانگی جاتیں۔ انہیں نوٹس نہیں بھیجے جاتے۔ ان نوازشات کے لئے مسلمانوں کے علماء کرام کی طرف نظر التفات منعطف ہوتی ہے۔ علمائے کرام اور زعمائے عظام کو حکومت کی اس جانبدارانہ روش پر غور کرنا چاہیئے"؛

حکومت پر طرفداری کا الزام

حکومت نے مولوی ظفر علی وغیرہ کے ساتھ ہی اگرچہ چند احمدیوں کو بھی گرفت میں لے کر ظالم و مظلوم۔ امن شکن و امن پسند کے امتیاز کو مٹا دینے کی غلطی اس لئے کی۔ کہ وہ طرفین کے متعلق اپنے مساوی رویہ کا ثبوت پیش کر سکے۔ تاگو اس میں بھی کوئی معقولیت نہیں۔ کیونکہ ایک فریق کی صریح زیادتی دیکھتے ہوئے اس کی امن شکن حرکات ملاحظہ کرتے ہوئے اور دوسرے فریق کی امن پسندی سے آگاہ ہوتے ہوئے اور اس کی مظلومیت دیکھتے ہوئے دونوں کے لئے ایک ہی قسم کی تعزیر جاری کرنا تقاضائے عدل وانصاف کے قطعاً خلاف ہے۔ تاہم اسے معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ "زمیندار" اور مولوی ظفر علی اپنے اس رویہ کے ماتحت جو آج تک حکومت کے متعلق ان کا چلا آتا ہے۔ یہی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اس بارے میں بھی حکومت پر طرفداری کا الزام لگا کر عوام میں اس کے خلاف اشتعال پیدا کریں۔ جیسا کہ مندرجہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہے۔ اگر حکومت غور کرے۔ تو اسی بات سے اندازہ لگا سکتی ہے۔ کہ غلط بیانی دروغگوئی۔ اور دھوکہ دہی کس طرح "زمیندار" اور مولوی ظفر علی کے خمیر میں رچی ہوئی ہے۔ اور جو شخص اس طرح دیدہ دانستہ جھوٹ بول کر عوام کو حکومت کے خلاف مشتعل کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ حالانکہ وہ جانتا ہے۔ اور بارہا تجربہ ہو چکا ہے۔ کہ حکومت اس کی شرارت آمیز دروغگوئیوں کے خمیازہ میں اسے اپنے آگے ناک رگڑوا سکتی ہے۔ وہ احمدیوں کے خلاف کس قدر فتنہ انگیزی کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ بالخصوص اس کا دعوٰے ہے۔ کہ وہ چٹکی بجانے میں احمدیوں کا استیصال کر سکتا ہے"۔

احمدیوں کے خلاف افسوسناک قدم

پس اس سلسلہ میں حکومت نے احمدیوں کے متعلق جو قدم اٹھایا ہے۔ وہ نہایت ہی افسوسناک ہے کیونکہ کسی احمدی نے اپنی مسلمہ امن پسندی۔ اور قانون کے احترام سے ایک بال بھر بھی تجاوز نہیں کیا۔ کوئی ایسی حرکت نہیں کی۔ جو خلاف امن ہو۔ پھر ان سب احمدیوں کی سابقہ زندگی بتا رہی ہے۔ کہ وہ پبلک کے لحاظ سے نہایت امن پسند اور حکومت کے لحاظ سے پوری طرح قانون کے پابند ہیں۔ برخلاف اس کے مولوی ظفر علی اور ان لوگوں کے جو فتنہ انگیزی میں برابر کے شریک ہیں۔ سابقہ حالات حکومت کے سامنے ہیں۔ پھر فریقین ایک سے سلوک کے کس طرح مستحق ہو سکتے ہیں۔ اس مقدمہ کی پہلی پیشی پر ہی جو ۴ مارچ کو تھی۔ جس قسم کے حالات رونما ہوئے ہیں۔ وہ بھی بتاتے ہیں۔ کہ کونسا فریق شرارت اور فتنہ انگیزی پر آمادہ ہے۔ اور کونسا قانون کا احترام کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ "زمیندار" (۵ مارچ) کا اپنا بیان ہے۔ کہ :-

"عدالت کے کمرے سے باہر مسلمان نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہے تھے جس سے عدالت کی کارروائی میں خلل واقعہ ہو رہا تھا"

ایک اور موقعہ کے متعلق لکھا ہے :- "خیریت ہوئی۔ کہ مجمع نے انتہائی صبر و سکون سے کام لیا۔ ورنہ معاملہ بے حد نازک ہو جاتا"

اس کے مقابلہ میں احمدیوں کا رویہ ایسا پُرامن اور مستحسن تھا کہ بالفاظ "زمیندار" عدالت میں "پولیس کے ایک ذمہ دار افسر نے کہا۔ کہ دونوں کی روش میں زمین و آسمان کا فرق ہے"

امید ہے۔ عدالت ان سب حالات پر پوری طرح غور کریگی تاکہ انصاف وقانون کے منشا کو پورا کر سکے ؛

احمدیوں کے متعلق استغاثہ کا بیان

ایک اور بات بھی نہایت قابل توجہ ہے۔ اور وہ یہ کہ جب مولوی ظفر علی صاحب نے نیک چلنی کی ضمانت دینے کے متعلق یہ شرط پیش کی۔ کہ "حکومت ہمیں ایک عام جلسہ کرنے کی اجازت دے" تو "اس پر عدالت نے استغاثہ سے دریافت کیا۔ تو استغاثہ نے صاف کہدیا۔ کہ "ہمارے پاس یہ باور کرنے کی وجوہ نہیں ہیں۔ کہ ملزمین سے اگر نیک چلنی کی ضمانت نہ لی گئی۔ تو نقص امن کا کوئی خطرہ پیدا نہ ہوگا"۔ لیکن جب احمدیوں کے متعلق جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے ادخال ضمانت کے متعلق غور کرنے کے لئے مہلت طلب کی۔ اور "عدالت نے پولیس سے استفسار کیا۔ کہ کیا آپ کو اس فریق سے نقض امن کا خطرہ ہے۔ تو استغاثہ کی طرف سے جواب دیا گیا۔ کہ اس فریق سے نقض امن کا کوئی خاص خطرہ نہیں"

یہ اقتباس ہم نے "زمیندار" (۵ مارچ) کے الفاظ میں نقل کئے ہیں اور ان سے ظاہر ہے۔ کہ جہاں پولیس کو مولوی ظفر علی اور ان کے رفقاء سے نقض امن کا شدید خطرہ ہے۔ اور اسی خطرہ کی وجہ سے انہیں ضمانت نہ دینے کی صورت میں جیل میں بھیجنا پڑا۔ وہاں احمدیوں کی طرف سے استغاثہ کو نقض امن کا کوئی خطرہ نہیں۔ اور انہیں ادخال ضمانت کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے ۱۱ مارچ تک مہلت دیدی گئی۔ جب احمدیوں کے متعلق استغاثہ کو اس حد تک یقین اور اطمینان ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ ان سے محض اس لئے ضمانت لیجائے۔ کہ فریق ثانی سے نقض امن کے خطرہ کی وجہ سے ضمانت لینی ضروری ہے ؛

ایک نوزائدہ اخبار کی غلط بیانی

جموں کے ایک اخبار "نوجوان" نے اپنے پہلے ہی پرچہ مورخہ ۲۷ فروری میں لکھا ہے :-

"معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کو مہاراجہ بہادر نے شرف باریابی بخشا۔ گفتگو کی تفصیلات صیغۂ راز میں رکھی گئی ہیں۔ بیرونی تحقیقات سے اس قدر معلوم ہو سکا۔ کہ فرقہ احمدیہ کی تبلیغ میں آسانیاں حاصل کرنے کے سلسلہ میں کچھ عرصہ گفتگو ہوتی رہی"۔

اگر اخبار مذکور کو معلوم ہوتا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی نقل و حرکت کے متعلق باقاعدہ "الفضل" میں اطلاعات شائع ہوتی ہیں۔ تو وہ اس قسم کی غلط بیانی کی جرأت نہ کرتا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اخبار مذکور مسلمانوں کا اخبار کہلا کر مسلمانان ریاست کے حقوق اور مفاد کو نقصان پہنچانے کی خاطر رونما ہوا ہے اور اس غرض کے لئے اسے دروغگوئی سے بھی پرہیز نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس نے اٹھتے ہی آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو جس نے مسلمانان کشمیر کی نہایت اہم خدمات سرانجام دی ہیں۔ بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ جو کچھ اس نے لکھا ہے۔ اور "معتبر ذرائع" کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے۔ اس کا ایک لفظ بھی درست نہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے آج تک کبھی مہاراجہ بہادر سے ملاقات نہیں کی اور نہ کبھی تبلیغ احمدیت کے متعلق ان سے گفتگو کی ہے ؛

ہم معاصر "نوجوان" کو بتانا چاہتے ہیں۔ اخبار نویسی غلط بیانی اور دروغگوئی کا نام نہیں۔ اور نہ اس سے کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے اگر وہ اپنی مساعی کو نتیجہ خیز بنانا چاہتا ہے۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے متعلق متحدہ جدوجہد کرنے کی ضرورت کا احساس کرائے۔ اور انشقاق انگیز طریق عمل سے پرہیز کرے ؛

مسٹر گاگابا کا قبول اسلام

لالہ ہرکشن لال کے صاحبزادہ مسٹر گاگابا کے قبول اسلام نے ہندو دل میں کھلبلی پیدا کر دی ہے۔ اور ہندو اخبارات عجیب وغریب رنگ میں اس واقعہ کی اہمیت کو گھٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا سارا زور اس بات پر ہے۔ کہ "مسٹر گاگابا مذہبی آدمی ہی نہیں ہیں۔ اور نہ ہی مذہبی مسائل اور مذہبی خوبیوں کی جانچ پڑتال کرنے والے ہیں" (ملاپ ۴ مارچ) حالانکہ جب مسٹر گاگابا خود اعلان کر چکے ہیں۔ کہ "میں بہت مدت سے اسلام کیطرف کھنچا ہوا چلا آ رہا تھا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اس نے آخر کار مجھے اپنے عقیدہ کے اعلان کی جرأت عطا فرمائی" تو کسی کا حق نہیں۔ کہ ان کے متعلق یہ کہے۔ کہ وہ مذہبی خوبیوں کی جانچ کرنے والے نہیں پھر ہم پوچھتے ہیں جن بندگان اغراض کے شدھ ہونے کا اعلان آریہ اخبار بڑے فخر کے ساتھ آجتک کر چکے ہیں۔ ان میں سے علمی قابلیت اور دنیوی وجاہت کے لحاظ سے کوئی ایک بھی اس پایہ کا ہے۔ جو مسٹر گاگابا کو حاصل ہے۔ پھر ان میں سے بھی شاذ ہی کوئی آریہ سماج میں لیڈر ہو۔ جن لوگوں کی ساری عمر کی شدھی کی یہ حقیقت ہو۔ ان کا مسٹر گاگابا کے قبول اسلام کو بے وقعت قرار دینا نہایت ہی حیرت انگیز ہے

ایک شخص شدید دشمن ہوتا رات اور دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں لگا رہتا مگر وہ خود یا اس کا کوئی عزیز بیٹا یا بیٹی بیوی یا بہن داخل اسلام ہوجاتی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کا ہی واقعہ ہے۔ وہ اپنی جوانی کے دنوں میں اسلام کی مخالفت میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے۔ حتیٰ کہ ان کے گھر کی ایک خادمہ مسلمان ہوگئی تھی۔ وہ اسے سخت پیٹا کرتے۔ اور جب خود مسلمان ہوگئے تو وہ یہ کہہ کر چڑایا کرتی۔ کہ تم تو مجھے مسلمان ہونیکی وجہ سے پیٹا کرتے تھے اب خود مسلمان ہوگئے۔ انہوں نے ایک دفعہ عزم کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کردیں۔ تلوار سنبھالے جارہے تھے کہ راستہ میں انہیں ایک دوست ملا۔ اس نے پوچھا خیر تو ہے۔ کدھر کا ارادہ ہے کہنے لگے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے جارہا ہوں اس نے کہا واہ واہ بڑے باغیرت ہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو قتل کرنے چلے ہو۔ مگر اپنے گھر کا حال معلوم نہیں کہ بہن اور بہنوئی مسلمان ہوچکے ہیں۔ کہنے لگے میں۔ یہ بات ہے۔ اچھا پہلے ان کا ہی صفایا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ کی حکمت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ کہ یا اللہ ابوجہل یا عمر بن الخطاب ان دونوں میں سے کسی کو مسلمان کردے کیونکہ یہ دونوں پرجوش اور

اعزاز رکھنے والے

تھے۔ جب بہن کے گھر پہنچے تو دروازہ اندر سے بند تھا۔ اور اندر ایک صحابی قرآن شریف پڑھا رہے تھے۔ انہوں نے دستک دی تو اندر سے پوچھا گیا کون ہے انہوں نے کہا میں ہوں جلدی کھولو۔ انہوں نے حضرت عمر کی آواز سن کر اس صحابی کو تو کہیں چھپا دیا اور

قرآن کے اوراق

بھی پوشیدہ کردئے۔ پھر دروازہ کھولا۔ حضرت عمر نے غصہ سے پوچھا دروازہ کھولنے میں دیر کیوں لگی ہے۔ کہا گیا یونہی دیر ہوگئی ہے۔ کہنے لگے بتاؤ کیا وجہ تھی انہوں نے کچھ عذر وغیرہ کئے مگر ان کی تسلی نہ ہوئی۔ اور چونکہ طبیعت میں سخت جوش تھا اس لئے بہنوئی کو مارنا شروع کردیا۔ ان کی بہن اپنے خاوند کو بچانے کے لئے آگے بڑھیں تو چونکہ حضرت عمر جوش میں ہاتھ اٹھا چکے تھے۔ اس لئے بہن کے بھی ایک مکہ لگا اور خون بہنے لگا۔ حضرت عمر جہاں نہایت سخت مزاج تھے وہاں

رقیق القلب

بھی بہت تھے۔ بہادر آدمی جب عورت پر وار ہوتے دیکھتا ہے تو سخت ندامت اور پشیمانی محسوس کرتا ہے۔ اسی بناء پر حضرت عمر بھی نادم ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ اچھا مجھے دکھاؤ تو تم کیا پڑھ رہے تھے اس طرح انہوں نے اپنی شرمندگی کا اظہار کرنا چاہا۔ میں نے ابھی بتایا ہے کہ بہادر آدمی

عورت پر ہاتھ

نہیں اٹھایا کرتا پھر میں نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ حضرت عمر اپنی لونڈی کو پیٹا کرتے تھے۔ دراصل اس زمانہ کے اخلاق کے لحاظ سے لونڈی اور غلام انسان نہیں سمجھے جاتے تھے۔ اس لئے انہیں مارنا پیٹنا کوئی بات نہ تھی لیکن ایک حر اور

آزاد عورت پر ہاتھ اٹھانا

سخت عیب متصور ہوتا تھا۔ انہوں نے جب قرآن کے اوراق مانگے تو بہن نے کہا ہم نہیں دینگے۔ تم ان کی بے حرمتی کروگے۔ انہوں نے قسم کھائی کہ میں بے حرمتی نہیں کرونگا اس پر قرآن کی آیات دکھائی گئیں۔ چونکہ دل پہلے ہی رقت حاصل کرچکا تھا اور

روحانیت کا دروازہ

کھل چکا تھا اس لئے جوں جوں پڑھتے جاتے آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے جاتے۔ پھر سیدھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے۔ وہاں کئی صحابہ دروازے بند کئے بیٹھے تھے۔ جب انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ تو چونکہ بڑے تیز مزاج تھے۔ بعض صحابہ کو خدشہ پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو یہ سختی کریں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

نے کہا کوئی بات نہیں دروازہ کھول دو۔ اگر اس نے ہاتھ اٹھایا تو اس کا سر توڑ دونگا۔ دروازہ کھولا گیا اور حضرت عمر اندر آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے دامن کو جھٹکا دے کر فرمایا۔ عمر کس نیت سے آئے ہو۔ انہوں نے گردن جھکائی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کی بیعت کرنے کے لئے آیا ہوں۔ غرض یہ سزا تھی جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے مخالفین کو مل رہی تھی۔ اور یہی سزا ہے جو نیکی اور تقویٰ پیدا کرتی ہے اگر ہم کسی کو مار دیتے ہیں تو اسے ہمیشہ کے لئے

نیکی سے محروم

کردیتے ہیں اور اگر کسی کو گالی دیتے ہیں۔ تو بھی اس کے دل میں بغض پیدا کرکے اسے نیکی سے محروم کرتے ہیں۔ صحیح اور مفید طریق یہ ہے کہ ظالم کی بجائے ہم مظلوم بنیں۔ اور اگر دشمن غصے اور کینہ کا اظہار کرے۔ تو ہم نرمی محبت اور ملائمت میں ترقی کرتے جائیں۔ اگر وہ دنیا کی اصلاح سے ہمیں روکے تو ہم اور زیادہ اس اصلاح پر کمربستہ ہوجائیں اس زمانہ میں بھی میں دیکھتا ہوں کہ پھر

احمدیت کے خلاف جوش

پیدا ہو رہا ہے اس کے مقابلہ میں میں دیکھتا ہوں۔ کہ بعض احمدیوں کے دلوں میں بھی ویسا ہی جوش ہے۔ جیسے حضرت حمزہ کے دل میں تھا۔ کہ انہوں نے کہا۔ آنے تو دو اگر اس نے کوئی خلاف حرکت کی۔ تو اس کا سر توڑ دوں گا۔ یہ حضرت حمزہ کے الفاظ تھے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں کہا۔ کہ میں سر توڑ دوں گا بلکہ آپ نے کہا عمرؓ تم کب تک ہمارے پیچھے پڑے رہوگے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں تو توبہ کرنے آیا ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا

درد کے الفاظ

ہیں اور کس طرح محبت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے گویا ایک طرف تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں یہ بتا رہے ہیں کہ تم ہمیشہ ظلم کرتے ہو اور پھر یہ بھی اظہار فرما رہے ہیں کہ ہم کبھی اس ظلم کا جواب نہیں دیتے۔ اور دوسری طرف یہ پوچھ رہے ہیں کہ عمر تم نیکی کا کب تک انکار کروگے یہی چیز ہے جس سے آج بھی ہم کامیاب ہوسکتے ہیں۔ خدا نے ہمیں تلوار نہیں دی۔ بلکہ آج اس نے ہمیں بے بس بنا دیا اور اس لئے بے بس بنایا تا وہ ہمارے صبر کی آزمائش کرے۔ پس میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس

عظیم [illegible]

کے موقع پر گھبرائے نہیں۔ بلکہ یاد رکھے کہ ہمارا پیدا کرنے والا آقا اور رب جو پہلوں اور پچھلوں تمام کو پیدا کرنے والا ہے چاہتا ہے کہ ہمارے

حوصلہ اور صبر کی آزمائش

کرے وہ چاہتا ہے کہ دیکھے جماعت غیرت سے صحیح طور پر کام لیتی ہے یا نہیں۔ اور غیرت کو صحیح طور پر استعمال کرنے کا یہی مفہوم ہے کہ اگر پہلے یہ نیت تھی۔ کہ دس آدمیوں کو احمدی بنائینگے۔ تو جب تمہیں مخالف مارتا ہے تم کہو۔ اب ہم بیس یا تیس یا چالیس یا پچاس آدمیوں کو احمدی بنا کر رہیں گے۔ یہ ہے بدلہ اور یہ ہے وہ تلوار جو خدا نے ہمارے ہاتھ میں دی ہے۔ دوسری تلوار خدا نے ہمیں نہیں دی۔ اور اس کا منشا ہے کہ وہ بغیر تلوار کے ہمیں

دنیا پر غالب

کرے۔

پس جو شخص اس منشا کو پورا نہیں کرتا وہ اپنی ہلاکت کی آپ بنیاد رکھتا ہے آنکھ کا کام ہے کہ وہ دیکھے۔ اور کان کا کام ہے کہ وہ سنے

جو آنکھ دیکھنے سے اور جو کان سننے سے انکار کر دیگا۔ یا جو ناک سونگھنے سے انکار کرے گی۔ وہ ضایع ہو جائے گی کیونکہ جس غرض کے لئے کوئی چیز پیدا کی گئی ہو۔ اگر وہ اسے پورا نہ کرے۔ تو اسے رکھا نہیں جاتا۔ پس شدائد کو برداشت کرتے ہوئے صبر سے کام لو۔ اور دیکھو۔ کہ اللہ تعالےٰ کا منشار کیا ہے۔ اس وقت خدا تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ تمہارے

صبر کی آزمائش

کرے۔ محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے صحابہ اگر مکہ میں صبر سے کام نہ لیتے۔ تو وہ

اللہ تعالیٰ کی درگاہ

سے راندے جاتے۔ اور اگر محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے صحابہ مدینہ میں تلوار نہ اٹھاتے۔ تو بھی خدا کی درگاہ سے راندے جاتے۔ انہوں نے اللہ تعالےٰ کے منشار کو سمجھا اور کامیاب ہوئے۔ تم بھی اللہ تعالےٰ کا منشا دیکھو

تمہاری تلوار

تمہاری بندوق۔ تمہاری توپ اور تمہارا ہتھیار اس وقت صرف تبلیغ ہے۔ تلواریں اور توپیں لوگ خود بناتے ہیں۔ مگر جو چیز تم کو دی گئی ہے۔ وہ خدا نے اپنے ہاتھ سے تمہارے لئے بنائی ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے۔ کہ انسان کی بنائی ہوئی تلوار

خدا کی بنائی ہوئی تلوار

ایک سی ہوتی ہے۔ پس بزدل مت ہو۔ کیوں ہو۔ مگر جو خدا نے تمہارے لئے شاہراہ مقرر کی ہے۔ اس کے مطابق کام کرو۔ تم نکل جاؤ اس کلام کو لے کر جو خدا کی طرف سے نازل ہوا۔ تم نکل جاؤ اس تعلیم کو لے کر جو مسیح موعود کی معرفت تمہیں ملی۔ دشمن ٹھٹھا کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ وہ ایک مجنون آدمی تھا۔ مگر تم جانتے ہو۔ کہ

دنیا کے تمام نور

اس کے کلام سے نکل کر پھیل رہے ہیں۔ تم جانتے ہو۔ کہ خدا نے انہیں مردود قرار دے دیا۔ جو اس کے دامن سے وابستہ نہیں۔ تم جانتے ہو۔ کہ اس کی تعلیم

دلوں کو تقویت دینے والی

اور خدا سے ملا دینے والی ہے۔ تم جانتے ہو۔ کہ وہ خدا کا عشق پیدا کرنے والی ہے۔ تم جانتے ہو۔ کہ وہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے محبت پیدا کرنے والی ہے۔ پس اس تلوار کو تھامو۔ اور دنیا میں دیوانہ وار نکل جاؤ۔ پھر اگر دنیا کی تلواریں بھی تم پر پڑیں۔ اور وہ تمہاری گردنیں اڑا دیں۔ تو تمہیں کچھ پرواہ نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ تم ابدی زندگی پاؤ گے۔ اور خدا کی گود میں چلے جاؤ گے۔ کون موت سے ڈرتا ہے۔ وہی جسے خیال ہو۔ کہ موت کے بعد اس سے باز پرس ہوگی۔ مگر جسے یقین ہو۔ کہ

موت میں زندگی کا راز

مضمر ہے۔ وہ کب موت سے خوف کھا سکتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم میں سے ہی ایک صحابی کا واقعہ ہے۔ وہ ایک دفعہ میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ لوگوں کو حیرت ہوئی کیونکہ وہ بہت بہادر تھے۔ اور بعضوں نے ان سے پوچھا کہ آپ کیوں بھاگے۔ آپ سے تو ہمیں یہ توقع نہیں تھی۔ انہوں نے کہا۔ اصل وجہ یہ ہے۔ کہ میں ہمیشہ بغیر زرہ کے لڑا کرتا تھا۔ آج اتفاقاً رات کو میں نے زرہ پہنی۔ اور لڑائی کے وقت اتارنی یاد نہ رہی۔ میرا مقابل وہ ہے۔ جو دس بارہ مسلمانوں کو قتل کر چکا ہے۔ میں نے خیال کیا۔ کہ اگر میں زرہ پہنے ہی مر گیا۔ تو اللہ تعالےٰ کو کیا جواب دوں گا۔ کہ آگے تو کبھی زرہ پہنی نہیں تھی۔ مگر آج موت کے ڈر سے پہن لی۔ تاکہ خدا سے ملنے کا جو دروازہ کھلنے والا ہے۔ وہ نہ کھلے تو جسکو یقین ہوتا ہے۔ کہ موت موت نہیں۔ بلکہ

زندگی کا دروازہ

ہے۔ وہ موت سے کبھی نہیں ڈرتا۔ آخر تم کس لئے گھبراتے ہو کیا اس لئے کہ وہ تمہیں ماریں گے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ وہ تمہیں نہیں مار سکتے۔ کیونکہ اگر ہم واقعی محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر ایمان لے آئے ہیں۔ تو دشمن ہمیں نہیں مار سکتا ہم زندہ رہیں گے۔ اور مرنے کے بعد بھی زندہ رہیں گے۔ پس

تبلیغ پر زور دو

اور تکالیف میں صبر سے کام لو۔ دشمن اگر تمہیں مارتا ہے۔ تو تم اور تبلیغ کرو۔ وہ گالی دیتا ہے۔ تو تم اس کے لئے دعا کرو۔ یہ رنگ اور یہ نمونہ دکھاؤ۔ تو ایک سال کے اندر ہی

عظیم الشان تبدیلی

پیدا ہو جائے گی ؛

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کئی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ مجھے

جمالی رنگ

میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث فرمایا گیا ہے۔ پس جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جمالی رنگ میں آئے۔ تو تم تلوار کسطرح چلا سکتے ہو۔ خدا تمہیں اگر جلالی رنگ دینا چاہتا۔ تو پہلے تلوار دیتا اور اب بھی اگر

جلالی زمانہ

لانا چاہے گا۔ تو پہلے تلوار دیگا۔ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ تلوار تو چھین لے۔ اور حکم دے۔ کہ تم دشمنوں کے ساتھ تلوار سے لڑو۔ اس قسم کا حکم خدا تعالےٰ نہیں دے سکتا۔ اس وقت تمہارے ہاتھ میں تلوار نہیں۔ بلکہ تمہارے

دشمن کے ہاتھ میں تلوار

ہے۔ عیسائیوں کے پاس تلوار ہے۔ زرتشتیوں کے پاس تلوار ہے۔ غیر احمدیوں کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ اور ہندوؤں کے ہاتھ میں بھی ایک رنگ میں تلوار ہے۔ کیونکہ اکثر ریاستیں ان کی ہیں۔ مگر ہمارے ہاتھ میں تلوار نہیں۔ حتیٰ کہ کوئی ایک ریاست احمدیوں کی نہیں۔ پس ہمارے پاس نہ ماتحت تلوار ہے نہ افسر تلوار۔ پھر کسطرح ہو سکتا ہے۔ ہم تلوار سے دشمن کا مقابلہ کریں ؛

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی

جہاد کے متعلق

یہی فرمایا ہے۔ کہ اگر خدا موجودہ زمانہ میں جہاد بالسیف چاہتا تو مسلمانوں کو پہلے تلوار دیتا

پس بہادر بنو۔ اور جرأت سیکھو۔ جرأت یہ نہیں۔ کہ ذرا سی تکلیف پر شور مچانا۔ اور گھبرانا شروع کر دو۔ کہ ہماری بات کوئی نہیں سنتا۔ تمہاری بات اگر کوئی نہیں سنتا۔ تو تم چیخو۔ اور چلاؤ۔ اور

اللہ تعالےٰ کے حضور زاری

کرو۔ دعائیں کرو۔ کہ وہ تمہاری باتوں میں اثر ڈالے۔ اور جب دعا کرو گے۔ تو

اللہ تعالیٰ کی فوج

خود بخود لوگوں کے دلوں کو تمہاری طرف پھیر دے گی۔ پس تبلیغ ہی تمہاری فوج ہے۔ اور تبلیغ ہی تمہارے سپاہی۔ قرآن مجید میں خدا تعالےٰ صاف فرماتا ہے۔ کہ تمہاری تلواریں کام نہیں کرتیں۔ بلکہ ہمارے فرشتے کام کرتے ہیں۔ غرض روحانی سلسلوں میں نظر آنے والی فوجیں کام نہیں کرتیں۔ بلکہ

نہ نظر آنے والی فوجیں

کام کیا کرتی ہیں۔ اگر تم سارے اکٹھے بھی ہو جاؤ۔ تو بھی تم کتنے ہو۔ ایک مٹھی بھر ہی تو ہو۔ تم اللہ تعالےٰ کے حضور زاری کرو۔ اسی سے دعائیں اور التجائیں کرو۔ اور مدد اور استعانت چاہو۔ دعا کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ تمہیں ہمت اور حوصلہ دے۔ پھر دیکھو گے۔ کہ کس طرح فرشتے اترتے اور دوسروں کے دلوں پر تمہاری باتیں اثر کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ کی اس تائید پر تم جتنا چاہو فخر کرنا۔

ایک امیر کا واقعہ

لکھا ہے۔ کہ وہ رات کو گانا بجانا جاری رکھتا۔ جس سے ہمسائیوں کو تکلیف ہوئی۔ محلہ کے لوگوں نے ایک بزرگ کے پاس جو اسی محلہ میں رہتے تھے۔ شکایت کی۔ کہ اس

شائع ہوگیا! دنیا کی سب سے بڑی لغت شائع ہوگیا

حصہ اول اردو

جامع اللغات

دنیا کی سب سے بڑی لغت

السنہ متعلقہ

مصنفہ خواجہ عبد المجید بی۔ اے

اردو۔ ہندی۔ فارسی۔ عربی اور سنسکرت کے لاتعداد الفاظ کا مخزن۔ لاکھوں محاورات کا حامل پچیس ہزار سے زائد ضرب الامثال اور اقوال کا مجموعہ۔ الفاظ علمیہ کی تشریحات۔ مشاہیر عالم کی سوانحعمریاں۔ خصوصاً ہندوؤں اور مسلمانوں کی تاریخ اور ان کے مشاہیر کے حالات۔ علم الاصنام کے قصے۔ ملکوں اور شہروں وغیرہ کے حالات اور تاریخی واقعات نہایت تفصیل سے درج ہیں۔ محاورات نسواں۔ محاورات عامہ۔ اصطلاحات پیشہ وراں لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ ہر اردو لفظ کا تلفظ اور مادہ بھی دیا گیا ہے۔ حصہ اول میں تقریباً ۱۵۰۰۰ الفاظ، ۳۰۰۰ محاورات، ۵۰۰ ضرب الامثال، ۱۰۰ مشاہیر عالم کی سوانحعمریاں اور بہت سے جغرافیائی مقامات کے حالات اور علم الاصنام کے قصے درج ہیں۔

خریداروں کی سہولت کیلئے اس کتاب کو اسی۔ اسی صفحات کے کم و بیش بیس ماہواری حصوں میں شائع کیا جائیگا۔ جس کی تقطیع $\frac{20 \times 26}{4}$ ہے اور فی صفحہ تین کالم ہیں بہترین کاتب نے اس کتاب کو لکھا ہے اور نہایت اعلیٰ کاغذ استعمال کیا گیا ہے باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ (عہ) علاوہ محصولڈاک ہے۔ پہلا حصہ تیار ہے۔ فوراً طلب فرمائیں۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ المشتہر

خواجہ ایم محمود طوری بی اے منیجر جامع اللغات گوبند رام سٹریٹ چیمبرلین روڈ پوسٹ بکس ۲۳ لاہور

قومی ترقی کا ایک راز

افراد قوم کے ساتھ تعاون کرنے میں بھی ہے۔ زمانے کی ہنگ و دو اور قوم قوم کی پکار نے ہر فرد۔ ہر قوم ہر ملک کو جگا دیا۔ الحمد للہ آپ کی بار بار عنایات نے مجھے اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا اور میں اس قابل ہوا کہ

ہومیوپیتھک علاج اور ہومیوپیتھک ادویات

کے فائدے دوسری ادویات اور طریقہ علاج کے مقابلے میں پیش کروں۔ ان ادویات کے زود اثر اور مجرب ہونے میں شک و شبہ نہیں۔ سیکڑوں ڈاکٹروں اور ہزاروں مریضوں کی بار بار تجربہ کی ہوئی ہیں۔ سب سے بہتر بات جو مجھے پسند ہے یہ ہے کہ گھونٹنے اور کھانے۔ چباتے کی تکلیف نہیں ہوتی۔ نہ ہی کڑوی کسیلی ہوتی ہیں کھانے میں مزیدار بچے اور بڑے شوق سے کھا لیتے ہیں لطیف طبائع کو ناگوار نہیں ہوتی۔ اور نہ طبیعت ان کے کھانے سے اکتاتی ہے۔ پرہیز بھی سخت نہیں ہے۔ فائدہ بمقابلہ دوسری ادویات کے زیادہ کرتی ہیں۔ جسم پر برے اثرات نہیں کرتی۔ منگا کر تجربہ کریں۔ خدا شافی ہے۔

ڈاکٹر ایم۔ ایچ احمدی بیری اکبر پور کانپور (ہومیوپیتھ)

محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

بے اولادوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ عوام اسے اٹھرا۔ اور اطباء و ڈاکٹر اسقاط حمل یا مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ سخت موذی اور تباہ کن مرض ہے جس سے بے شمار گھرانے بے چراغ اور بے اولاد رہتے ہیں۔ اس مرض کا مجرب ترین علاج مالک دواخانہ رحمانی نے حضرت قبلہ جناب مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ شاہی طبیب سے سیکھ کر محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ گورنمنٹ آف انڈیا) ایجاد کیں۔ ہزارہا لوگوں کی مجرب و آزمودہ اور گذشتہ پچیس برس سے زیر استعمال ہیں۔ اور جو سوائے ہمارے دواخانہ کے کسی دوسری جگہ سے ہرگز نہیں مل سکتیں۔ ہر شخص جس کے گھر میں یہ موذی مرض لاحق ہو۔ وہ فوراً ہماری محافظ اٹھرا گولیاں طلب کر کے استعمال کرے۔ اور قدرت خدا کا زندہ کرشمہ دیکھے۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت فی تولہ سوا روپیہ عہ۔ مکمل خوراک دس تولہ یکمشت منگوانے والے سے ایک روپیہ فی تولہ۔ علاوہ محصولڈاک۔

نوٹ۔ علاوہ ازیں ہمارے دواخانہ سے تمام ادویات برائے امراض مخصوصہ مردان و زنان اور طاقت اور امراض چشم بر رعایت مل سکتی ہیں۔

ملنے کا پتہ

عبد الرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی۔ قادیان۔ پنجاب

اعلان

میں عرصہ دراز سے مستورات کا علاج خدا کے فضل سے نہایت کامیابی سے کر رہی ہوں۔ میں بوڑھی عورت ہوں اور بے اولاد عورتوں کے علاج میں مجھے خدا کے فضل سے وسیع تجربہ حاصل ہے۔ مایوس العلاج عورتیں میرے علاج سے صاحب اولاد ہو چکی ہیں۔ باہر سے بھی عورتیں میرے پاس بغرض علاج آتی رہتی ہیں۔ اگر آپ کے ہاں اولاد نہیں ہے تو آپ مایوس نہ ہوں ایک مکمل بکس ادویہ قیمتی چار روپیہ علاوہ محصولڈاک طلب کریں جسمیں ایسی ادویہ ہونگی جو کہ عام طور پر مانع حمل امراض کو دور کر کے حمل قائم کرتی ہیں۔ بعض حالات مرض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے مطابق کوئی دوا کم کرنیکی ضرورت پیش آجاتی ہے یا کوئی نئی دوا زائد کرنی پڑتی ہے۔ اسلئے مفصل حالات مرض ضرور تحریر فرماویں۔ علاوہ ازیں عورتوں کے اور جن امراض کیلئے دوا کی ضرورت ہو آپ منگوا سکتی ہیں۔

پتہ:۔ آر۔ بی صاحبہ متصل مکان مفتی محمد صادق صاحب قادیان (پنجاب)

پائیوریا

یعنی دانتوں سے پیپ اور خون کا نکلنا۔ کمک دلکش سنون کے چند روز کے استعمال سے بند ہو جاتا ہے باقی دانتوں کی عام امراض میں بے حد فائدہ مند ثابت ہو چکا ہے۔

آزمائش شرط ہے۔

قیمت ۵ تولہ فی شیشی دس آنے

دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان

ضرورت رشتہ

ایک با عزت گھر کی بالغہ بہمہ صفت موصوف ہندوستانی لڑکی کے واسطے رشتہ درکار ہے۔ خواہشمند اپنے حالات لکھ کر بمعرفت شیخ عبد الرشید صاحب امیر جماعت احمدیہ میرٹھ محلہ زنگ سرا زار خط و کتابت کریں۔

الفضل میں اشتہار دے کر فائدہ اٹھائیے۔ کیونکہ اسے ہر طبقہ کے کئی ہزار اشخاص بڑے شوق سے پڑھتے ہیں

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

کونسل آف سٹیٹ میں ہوم سکرٹری نے ۴ مارچ کو ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ گاندھی جی اور ان کے متعلقین کی رہائی کا اس وقت تک کوئی سوال پیدا نہیں ہو سکتا جب تک حکومت کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ ان کی رہائی سے تحریک سول نافرمانی کے اجراء کا کوئی اندیشہ نہیں۔ نیز جب تک گاندھی جی شاہی قیدی ہیں اس وقت تک یہ گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ انہیں جائنٹ سیلکٹ کمیٹی میں لیا جائیگا۔ ہوم سکرٹری نے اس امر کو بھی باطل قرار دیا کہ انڈین نیشنل کانگرس کی عدم شرکت کے بغیر جدید دستور اساسی کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

مسٹر جمنا داس دوارکا داس جو کانگرس کے مشہور ورکر ہیں اور سول نافرمانی کے سلسلہ میں قید ہوئے تھے۔ لیکن اپنے خیالات میں تبدیلی کر لینے کی وجہ سے رہا کر دئے گئے۔ انہوں نے گاندھی جی کو ایک چٹھی لکھی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ آپ سے بنیادی اختلافات کے باوجود ہزارہا اشخاص جیل خانوں میں چلے گئے۔ اور انہوں نے مشروط آزادی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ان حالات میں آپ کا حکومت کی مشروط آزادی کی پیشکش کو منظور کرنا اور مندر پرویش بل کے لئے پراپیگنڈا کرنا کانگرس کے ضبط و نظم کے بالکل خلاف ہے۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ بعض حالتوں میں تعاون بھی ضروری ہوتا ہے۔ تو آپ کا فرض ہے کہ دوسروں کی زندگیوں کے ساتھ کھیلنے کی بجائے ایماندارانہ طور پر سول نافرمانی کو بند کر دیں۔

سوویٹ روس کے وزیر تعلیم کا بیان ہے کہ ۱۴ سال میں تین کروڑ نوے لاکھ روسی باشندوں نے لکھنا پڑھنا سیکھا اور اس وقت روسی سکولوں میں دو کروڑ ۸۰ لاکھ بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

جنرل سر فلپ کمانڈر انچیف ہندوستان کو فیلڈ مارشل کا درجہ عطا کیا گیا ہے۔ کیونکہ حال ہی میں سر ولیم رابرٹسن کی موت سے یہ جگہ خالی ہوئی تھی۔

سر ہنری کریک فنانس ممبر پنجاب گورنمنٹ کے متعلق سرکاری حلقوں میں کہا جاتا ہے کہ وہ ماہ اپریل میں یورپ تشریف لے جائیں گے۔ ان کی جگہ موجودہ چیف سکرٹری مسٹر گاربٹ لینگے۔ اور چیف سکرٹری مسٹر ڈی گلوی بنائے جائیں گے جو لاہور کے نہایت کامیاب ڈپٹی کمشنر رہ چکے ہیں۔

حکومت بہاولپور نے سرکاری طور پر اعلان کیا ہے کہ بعض ہندو اخبارات بہاولپور کی ہندو رعایا کی شکائتیں شائع کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ مفروضہ شکائتیں قطعی طور پر بے بنیاد ہیں اور بہاولپور کے ہندوؤں اور مسلمانوں نے مجموعی طور پر ان شکائتوں کی تردید کر دی ہے۔

ٹوکیو (جاپان) میں ۳ مارچ کو شدید زلزلہ آیا جس سے ۲۵۱۵ اشخاص ہلاک ۱۲۲۲ زخمی اور ۹۲۸ مفقود الخبر ہو گئے علاوہ ازیں ۵۰۰۰ مکانات۔ اور ۲۷۴۲ جہاز بھی تباہ ہو گئے طغیانی زدہ مکانات کی تعداد دو ہزار ہے۔ کیونکہ زلزلہ کا اثر سمندر کے نیچے ساحل سے ایک سو تین میل تک محسوس ہوا اور زبردست طغیانی آگئی۔

اسمبلی کی سٹینڈنگ فنانس کمیٹی نے ۴ مارچ کو آئندہ مالی سال میں جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کے ہندوستانی ڈیپوٹیشن کے لئے دو لاکھ تیرہ ہزار سات سو روپیہ منظور کیا

گورنمنٹ ہند کے اس مشورہ پر کہ ملک کی موجودہ صورت حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے وائٹ پیپر کی اشاعت میں دیر غیر پسندیدہ ہو گی۔ معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے انتظام کیا گیا ہے کہ وائٹ پیپر ۱۵ اور ۲۰ مارچ کے درمیان شائع ہو جائے۔ اگرچہ ایک دو معاملات ایسے ہیں کہ اگر ان پر مفصل بحث کی جائے تو وائٹ پیپر کی اشاعت میں دیر ہونے کا خطرہ ہے۔ لیکن گورنمنٹ کا خیال ہے کہ اشاعت میں دیر کرنے کی بجائے مناسب ہو گا۔ کہ ان کا ذکر وسیع الفاظ میں کر دیا جائے۔

گوالیار میں ایک چمار کے ہاں نہایت عجیب الخلقت بچہ پیدا ہوا ہے۔ اس کی چار ٹانگیں اور دو کمریں ہیں۔ وہاں کے ہندوؤں کا خیال ہے کہ چونکہ آج کل اچھوت ادھار تحریک جاری ہے اس لئے وشنو مہاراج نے جن کے چار ہاتھ ہوتے ہیں اچھوتوں سے اظہار ہمدردی کے لئے ان کے ہاں جنم لیا ہے۔

نواب صاحب رامپور نے بنارس ہندو یونیورسٹی کو ایک لاکھ روپیہ کا شاہانہ عطیہ اور ۶ ہزار روپیہ کی سالانہ مستقل گرانٹ دینے کا اعلان کیا ہے۔

کشمیری مسلمانوں کے حقوق کے متعلق "ملاپ" اس خبر کا راوی ہے کہ گورنمنٹ کشمیر نے اس امر کا فیصلہ کر لیا ہے کہ ریاست میں ایک سال کے اندر اسمبلی قائم کر دی جائے۔ نیز پریس اور پلیٹ فارم کی آزادی دیدی جائے۔ اور مالیہ میں بھی تخفیف کی جائے۔

امریکن بنکوں کی نازک صورت حالات کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ فیڈرل ریزرو بورڈ کی ہفتہ وار رپورٹ کے مطابق سونے کے سٹاک میں ۱۱۶ ڈالر کا اور نقد سکہ میں ۲۳۲ ملین ڈالر کا خسارہ ہو چکا ہے۔

آل انڈیا مسلم کانفرنس کے ایگزیکٹو بورڈ کا اجلاس ۵ مارچ کو دہلی میں علامہ سر محمد اقبال کی صدارت میں منعقد ہوا اور ایک یا دو ارکان کے استثناء کے بغیر بقیہ تمام ارکان نے متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور کی۔ کہ آل انڈیا مسلم کانفرنس اور آل انڈیا مسلم لیگ کو ملحق کر دیا جائے۔ کیونکہ دونوں ادارات کے مقاصد واحد ہیں۔ اور مختلف ادارات کے ذریعہ ایک ہی نوع کے خیالات کی نشر و تبلیغ سے اپنے وقت کو ضائع کرنا ہے مزید برآں انگلستان اور باقی دنیا میں ایک منظم جماعت کا وجود بمقابلہ سابق زیادہ موثر ثابت ہو گا۔

نواب صاحب بھوپال کی بڑی صاحبزادی کی شادی کے سلسلہ میں ۵ مارچ کو وائسرائے اور لیڈی ولنگڈن اپنے عملہ سمیت بھوپال تشریف لے گئے۔ اور قصر سلطانی میں قیام کیا اس موقع پر ملک معظم کی طرف سے بھی اعلیٰ حضرت نواب صاحب کو پیغام مبارکباد آیا۔

پنجاب کونسل کے ہندو اور سکھ ارکان کا واک آؤٹ ۸ مارچ کو ختم ہو گیا۔ تقریباً تمام ہندو اور سکھ ارکان نے اجلاس میں شرکت کی اور آراء شماری میں حصہ لیا۔ سوالات کے دوران میں سردار سکندر حیات خان صاحب نے بتایا کہ کونسل کے لئے عورتیں بطور امیدوار کھڑی ہو سکتی اور ووٹ دے سکتی ہیں۔ ان کے لئے عورت ہونے کی وجہ سے کوئی رکاوٹ نہیں۔

وائسرائے نے اسمبلی کی میعاد میں اس وقت تک توسیع کر دی ہے جب تک کہ نیا فیڈرل آئین تیار نہیں ہو جاتا

کانگرس کے اجلاس کلکتہ کے سلسلہ میں ایک مخبر کی اطلاع پر پولیس نے ۵ مارچ کو ایک ایسے مکان پر چھاپا مارا۔ جو کانگرس کمیٹی نے اسی مقصد کے لئے تجویز کیا تھا اور دو اشخاص کو جو اشتہارات چھاپ رہے تھے گرفتار کر لیا۔ ایک سائیکلو سٹائل مشین اور ۲ سو خلاف قانون اشتہارات بھی قبضہ میں کر لئے۔

پائنیر رقمطراز ہے کہ گاندھی جی اب گورنمنٹ سے صلح کے لئے بے تاب ہو رہے ہیں اور چند ہی دنوں میں سول نافرمانی کو واپس لینے والے ہیں۔

سر ابراہیم رحمت اللہ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے وائسرائے کو بذریعہ تار مطلع کیا ہے کہ وہ طبی وجوہ کی بناء پر اسمبلی کی صدارت سے مستعفی ہونا چاہتے ہیں۔ اسمبلی کے تمام حلقوں میں اس پر اظہار افسوس کیا جا رہا ہے۔

سونے چاندی کا نرخ امرتسر کے بازار صرافہ میں ۸ مارچ کو حسب ذیل تھا۔ سونا ولائتی ۳۰ روپیہ ۶/ر سونا دیسی ۳۰ روپیہ ۶/ر۔ چاندی ولائتی ۵۴ روپیہ۔ چاندی تقریباً ۵۲ روپیہ۔ چاندی دیسی ۵۸ روپیہ چاندی معاہدہ ۵۴ روپیہ۔ پونڈ ۱۸ روپیہ ۱۰/ر

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی